بیادگار حجۃ الکاملین امام الواصلین امیر ملت
پیر سید جماعت علی شاہ صاحب علی پوری رضی اللہ عنہ
ماہنامہ
انوار الصوفیہ
قصور ضلع لاہور
نگران اعلیٰ: سید اختر حسین شاہ صاحب علی پوری
مدیر مسئول: غلام رسول گوہر
مقام اشاعت: کوٹ عثمان خان — قصور پاکستان

جون ۱۹۶۱ء

ذوالحجہ ۱۳۸۰ھ

ماہنامہ انوار الصوفیہ قصور

انجمن خدام الصوفیہ کا مرغوب قلب رسالہ

۱۳۸۰ھ

دینی ماہنامہ

شریعت و طریقت

علم بردار صوفیائے کرام کی جان، علمائے امت کا

مرغوب پاکستان

نگرانِ اعلیٰ

سید اختر حسین علی پوری

سرپرست اعلیٰ حضرت عظیم البرکت سراج الملت والدین مولانا الحاج حافظ پیر سید جماعت علی شاہ

جلد ۱

شمارہ ۱۰

فی کاپی ۸ /

(۵۰ پیسے)

مدیر مسئول

غلام رسول گوہر

مدیر معاون

مولانا عبدالعزیز مرتضائی

• زر سالانہ •

پاکستان و بھارت سے، پانچ روپے

معاونین سے، بیس روپے

سرپرست حضرات سے، تیس روپے

• مقامِ اشاعت •

قصور۔ کوٹ عثمان خان

• یہ سرخ نشان •

اس امر کی دلیل ہے کہ اب تک آپ کا چندہ وصول نہیں ہوا۔ ادارہ نے آپ کو یہ اطلاع غیر معمولی تاخیر کے بعد دی ہے۔ امید ہے آنجناب اس جانب توجہ مبذول فرما کر آج ہی بذریعہ منی آرڈر سالانہ چندہ مبلغ ۵ روپے ارسال فرما کر مشکور فرماویں گے۔

ترتیب

غلام رسول گوہر ایڈیٹر۔ پرنٹر پبلشر نے لاہور آرٹ پریس لاہور سے چھپوا کر دفتر ماہنامہ انوار الصوفیہ کوٹ عثمان خاں قصور سے شائع کیا

شاہ انصار صاحب الہ آبادی
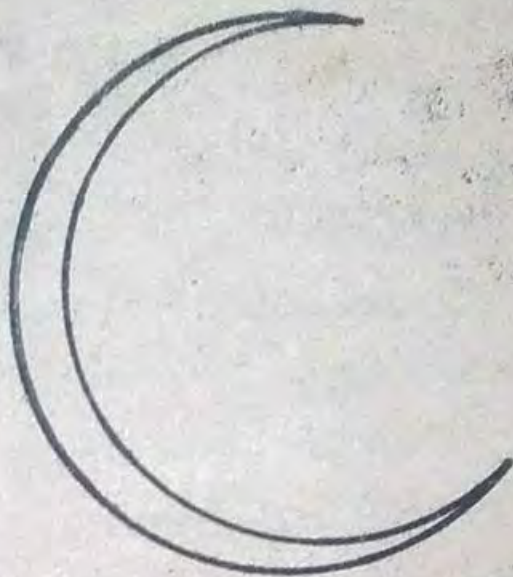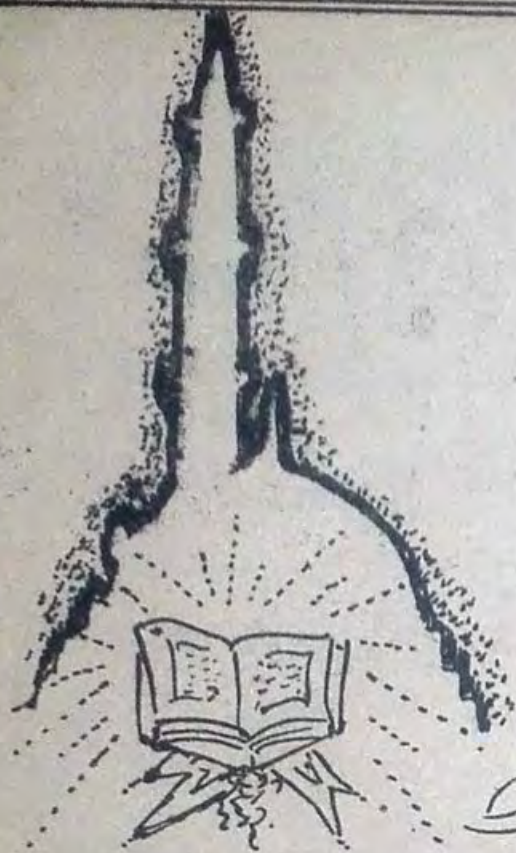
معراج میں کیا کیا حدِ فاضل کا اثر ہے، — تصویر ادھر، صاحبِ تصویر ادھر ہے

یہ جوشِ عقیدت ہے کہ ترکیبِ نظر ہے، — آئینہ سے روشن صفتِ آئینہ گر ہے

میں ہوں صفِ محشر ہے، گناہوں کا اثر ہے، — رحمت کی گھٹاؤں میں مرا دیدۂ تر ہے

تڑپاتا ہے رہ رہ کے مجھے یادِ نبیؐ میں — ہم پایۂ کونین مرا دردِ جگر ہے

شمشیرِ عمرؓ بن گئی تصویرِ محبت — واللہ عجب شوکتِ اندازِ نظر ہے

رخ ہے سوئے کعبہ تو نظر سوئے مدینہ — یہ ذوقِ طلب ہے کہ مرا عزمِ سفر ہے

روشن ہیں فلک پر مہ و خورشید ابھی تک — سرکارِ مدینہ کے یہ قدموں کا اثر ہے

محشر میں رخِ شافعِ محشر ہے مری سمت — واللہ گناہوں پہ بھی رحمت کا اثر ہے

شہزادۂ کونین کی خوشبو کو نہ پوچھو،
جنت مہک اٹھی ہے، یہ ایسا گلِ تر ہے

ایڈیٹر

حال و قال

علی پور شریف کا سالانہ عرس شریف

مورخہ ۱۱-۱۲ مئی بروز جمعہ جمعرات مرکزی انجمن خدام الصوفیہ کا سالانہ عرس شریف زیر صدارت حضرت مولانا الحاج، سراج الملت، سجادہ نشین آستانہ عالیہ جماعتیہ نقشبندیہ علی پور شریف و حضرت مولانا الحاج، منبع فیض و کرامت، پیر محمد شفیع صاحب مدظلہ العالی سجادہ نشین آستانہ عالیہ چورہ شریف نہایت تزک و احتشام اور شان و شکوہ سے منعقد ہوا۔ زائرین اور عقیدت مند ہزاروں کی تعداد میں پاکستان کے طول و عرض اور دور دراز سے عرس شریف کے روحانی فیض سے فیضیاب ہونے اور حضرت امیر ملت محدث علی پوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مزار پر انوار کی روحانی ضیاء پاشیوں سے دلوں کو مستنیر کرنے کے واسطے آئے ہوئے تھے۔ مسجد نور کے متصل حویلی میں جہاں شروع سے جلسہ ہوتا چلا آیا ہے ۱۱-۱۲ مئی کو جلسے ہوتے رہے۔ علماء کرام اور جادو بیان واعظین و مقررین اپنے مواعظ سے لوگوں کو فیضیاب کرتے رہے اور خوش الحان نعت خوانوں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار اقدس میں ہدیہ نعت خوانی پیش کرتے رہے۔

عرس شریف کی مفصل روئداد تو عالی جناب حافظ نور احمد صاحب مدظلہ العالی جنرل سیکرٹری انجمن خدام الصوفیہ پاک و ہند ہی لکھیں گے ہم یہاں قارئین کی توجہ گرامی عرس شریف کے چند نمایاں امور کی طرف منعطف کرنا چاہتے ہیں، جو مندرجہ ذیل ہیں:-

مولانا الحاج پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب مدظلہ کی رسالہ "انوار الصوفیہ" پر نظر عنایت:-

۱۲ مئی کے آخری اجلاس میں مولٰنا الحاج بدر الملت حافظ قاری پیر سید بشیر حسین صاحب مدظلہ العالی نے اپنی تقریر دل پذیر کے دوران میں جملہ یاران طریقت کی توجہ رسالہ انوار الصوفیہ کے خریدنے کی طرف مبذول فرمائی جس کے نتیجہ میں مولٰنا الحاج حافظ عبد الحمید خان صاحب خلیفہ مجاز مدظلہ نے مبلغ ۱۰ روپیہ بطور امداد کے اسٹیج پر پیش کئے بعد ازاں یاران طریقت نے رسالہ انوار الصوفیہ کو خریدنے کے واسطے سالانہ چندہ دینا شروع کیا، یہاں تک کہ مبلغ، ۱۷۵/- روپے پینتیس خریداروں کا چندہ جمع ہوا۔

صاحبزادہ صاحب ممدوح الصدر نے اپنی طرف سے یکصد روپیہ سالانہ، اور جناب ٹھیکیدار نظام الدین صاحب میر پوری کی طرف سے پانصد روپیہ سالانہ بطور امداد کے دینے کا بھی وعدہ فرمایا۔ اس کے بعد جماعت منزل کے واسطے چندہ جمع ہونا شروع ہوا جس کی تفصیل معلوم ہونے پر شائع کی جائیگی۔

ادارہ حضرت مولانا الحاج پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب کی اس نوازش اور کرم فرمائی کا خلوص قلب سے شکریہ ادا کرتا ہے۔

مولانا الحاج زبدۃ العارفین، قدوۃ السالکین، امام العاشقین، شمس الملت پیر سید نور حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی نے حیدر آباد دکن سے "انوار الصوفیہ" کے واسطے چار خریدار عطا فرمائے، ادارہ جناب کا سویدائے قلب سے شکریہ ادا کرتا ہے اور جناب والا سے بہت سی توقعات رکھتا ہے، امید ہے انشاء اللہ العزیز اور زیادہ نظر عنایت سے ادارہ کو نوازتے رہیں گے۔

لنگر برائے مہماناں

عُرس شریف پر کئی سالوں سے لنگر کا انتظام اور مہمانوں کے واسطے کھانا پکوانے اور پھر اس کے تقسیم کرنے کا انتظام حضرت الحاج مولانا علامہ حافظ سیّد اختر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی کے ہاتھ میں ہے آپ اس کام کو بڑی ہوشیاری، عقلمندی اور مستعدی سے سرانجام دیتے ہیں۔ لنگر کے ہر شعبہ پر آپ کی طرف سے دیانت دار اور مستعدی سے کام کرنے والے آدمی مقرر ہیں۔ مثلاً پکنے کے واسطے چاول، آٹا، گھی، چینی، نمک مرچ اور مصالحہ وغیرہ دینے کے واسطے حافظ رحمت علی صاحب روڈ پوچک والے مقرر ہیں۔ اس کام کے علاوہ ان مہمانوں کو جو جناب علامہ کے کمرہ میں فروکش ہوتے ہیں دو وقت کھانا کھلانے کا فرض بھی ادا کرتے ہیں۔ اسی طرح کھانا پکانے اور پکانے والوں پر نگرانی کرنے اور کھانا تقسیم کرنے والے الگ مقرر ہیں۔ یہ حضرت علامہ ہی کی ہمت ہے کہ ایام عرس میں صبح و شام ہزاروں مہمانوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ اور کسی کو شکایت کا موقع نہیں ملتا۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمر اور صحت و توانائی میں مزید برکت عطا فرمائے۔

حیدری لنگر

چند سالوں سے زبدۃ العارفین، قدوۃ السالکین معین الملت، عارف نوجوان مولانا الحاج پیر سیّد حیدر حسین شاہ صاحب نے اپنے مکان میں جو آپ نے نئے مکان کے عقب میں ایک کچا مکان مہمانوں کی سہولت کے واسطے خریدا تھا اور اب اس کو نئے دلکش ڈیزائن کے ساتھ پختہ اینٹوں سے تیار کیا ہے اس میں عرس کے ایام میں، لنگر جاری کیا ہوا ہے۔ اس کا انتظام اور نگرانی جناب ممدوح الصدر خود فرماتے ہیں۔ اور کھانا تیار کرنے اور مہمانوں کو کھلانے کے واسطے قابلِ اعتماد اور چست و چالاک آدمیوں کو مقرر کیا ہوتا ہے۔ اس لنگر کے قائم ہونے سے یارانِ طریقت کو بہت سہولت ہو گئی ہے۔ یہاں جو بھی آتا ہے بشرطیکہ اس کے پاس ٹکٹ ہو جو جناب ممدوح الصدر خود اپنی مُہر سے جاری کرتے ہیں اس کو دکھا کر اطمینان سے پیٹ بھر کر کھانا کھلایا جاتا ہے۔ اس لنگر میں بھی کھانا پُر تکلف ہوتا ہے، زردہ اور پلاؤ اور گوشت روٹی سے مہمانوں کی تواضع کی جاتی ہے۔

عرس شریف کے دوسرے دن صبح قریباً ۹ بجے اسی مکان میں ختم شریف کے واسطے اولاً قرآن خوانی ہوتی ہے۔ اور پھر محفل میلاد ہوتی ہے۔ خوش آواز نعت خوان نعتیں پڑھتے ہیں، بعد ازاں ختم شریف پڑھ کر حضرت امیر ملت اور آپ کے والدین اور خورد و کلاں برادران رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی ارواح طیبہ کو ایصال ثواب کیا جاتا ہے۔ اسی طرح پھر شام کو ختم شریف پڑھا جاتا ہے۔ دُعا ہے اس حیدری لنگر کو اللہ ہمیشہ قائم و دائم رکھے اور فیض کا یہ چشمہ جاری و ساری رہے۔

عطائے خلافت

زبدۃ العارفین، قدوۃ السالکین، حجۃ الکاملین، منبع رُشد و ھدایت، مولٰنا الحاج معین الملت، جانشین حضرت امیر ملت رض پیر سید محمد حسین شاہ صاحب مدظلہم العالی نے امسال عُرس شریف کی مُبارک اور پُر انوار تقریب میں عالی جناب الحاج ڈاکٹر غلام حیدر صاحب چیمہ ایم۔ بی۔ بی۔ ایس ساکن سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ، اور عالی جناب الحاج ڈاکٹر محمد ظریف صاحب ساکن قلعہ شیخوپورہ کو بکمالِ عنایت

خرقہ خلافت عطا فرمایا، اس کا اعلان آپ نے خود اپنی ریکارڈ شدہ تقریر میں ختم شریف والی رات میں ہزاروں کے مجمع میں کیا۔ اس اعلان کے بعد یارانِ طریقت میں خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی اور ہر طرف سے ڈاکٹر صاحبان کی خدمت میں ھدیۂ تبریک پیش ہونے لگا۔

ادارہ "انوار الصوفیہ" ہر دو حضرات کی خدمت میں ہدیۂ تہنیت پیش کرتا ہے اور مولیٰ تعالےٰ کے دربار میں خلوصِ قلب سے دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان ہر دو خلیفوں کو سلسلہ کی خدمت کرنے کی ہمت و توفیق عطا فرمائے ادارہ متوقع ہے کہ ہر دونوں حضرات اس نعمت عظمیٰ کے حصول کی خوشی میں ماہنامہ "انوار الصوفیہ" کی توسیع اشاعت میں انتہائی کوشش کریں گے۔

مناظرہ بین العلماء

آج کل ایک مسئلہ پر بڑی بحث ہو رہی ہے اور وہ مسئلہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فضیلت کا ہے۔ اس مسئلہ میں بریلوی علماء دو گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں۔ ایک گروہ اس طرف گیا ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام بحیثیت رسول ہونے کے بالاجماع قطعاً حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہیں۔ اور جو اس افضلیت کا انکار کرتا ہے، وہ کافر ہے۔ دوسرا گروہ اس طرف گیا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام کی ابوبکر صدیق پر افضلیت اجماعی اور قطعی نہیں ہے۔ لہٰذا اس کا منکر کافر نہیں ہے۔

حضرت مولٰنا عبدالرشید صاحب ناظم دار العلوم قطبیہ ضلع جھنگ اول الذکر گروہ سے تعلق رکھتے ہیں اور حضرت الحاج جناب علامہ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب دوسرے گروہ کی تصدیق و تائید کرتے ہیں۔ اس لئے ۱۳ مئی کو مدرسہ نقشبندیہ کی درس گاہ میں مولانا عبدالرشید صاحب اور جناب علامہ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب کے مابین اس مسئلہ پر صبح ۹ بجے سے دو بجے بعد دوپہر تک مناظرہ ہوا۔ مولانا محمد شریف خطیب ڈسکہ، مولانا عبدالرشید کی طرف تھے اور مولانا حافظ غلام رسول صاحب مدرس مدرسہ نقشبندیہ علی پور سیداں اور مولانا محمد شفیع صاحب خطیب ڈسکہ علامہ صاحب کے مؤید تھے، ہر دو جانب سے دلائل و براہین کے تیر برسائے جا رہے تھے، درمیان میں معتبر کتب کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔ لیکن افسوس، مناظرہ کی یہ مجلس بغیر کسی نتیجہ کے ۲ بجے کھانا کھانے کے واسطے برخاست ہو گئی اور پھر اس کے بعد مناظرین ریل پر سوار ہو گئے، اور یہ مسئلہ کسی نتیجہ پر پہنچے بغیر ہی رہ گیا۔

دُعائے صحت و عمر درازی

سرتاج اولیاء سپہر طریقت کے آفتاب مولانا الحاج سراج الملت پیر سید محمد حسین شاہ صاحب سجادہ نشین آستانہ عالیہ علی پور شریف کی ایام عرس میں طبیعت کمزور تھی اور صحت اچھی نہیں تھی، اس واسطے آپ ختم شریف والی رات کو بھی جلسہ میں تشریف نہ لا سکے، اور آپ کے کلمات طیبات ٹیپ ریکارڈ مشین میں ریکارڈ کر کے تشنگانِ محبت کو سنائی گئی۔

ادارہ انوار الصوفیہ، جملہ یارانِ طریقت اور قارئین رسالہ کی خدمت میں اپیل کرتا ہے کہ حضور کی صحت و عافیت اور درازئ عمر کے واسطے اکثر دعائیں کرتے رہیں۔

رب تعالےٰ اپنے پیارے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ہمارے امیر قافلہ کو صحت و عافیت اور عمر نوح عطا فرمائے، آمین ثم آمین۔

انجمن رضاکاران

امسال عرس شریف کے موقع پر

۱۱ مئی جمعرات کے روز قریباً ۴ بجے بعد دوپہر حضرت الحاج مولانا علامہ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب کے کاشانہ فیض و برکت میں مولانا الحاج پیر سید نذر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی اور پیر سید افضل حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی کی سعی اور کوشش سے برائے تنظیم رضاکاران علامہ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی کی صدارت میں ایک اجلاس ہوا جس میں حضرت امیر ملت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گرامی قدر خلفاء کے علاوہ معزز یاران طریقت نے شرکت کی، اور انجمن رضاکاران کی تشکیل کی گئی، اور بالاتفاق حضرت علامہ صاحب کو اس انجمن کا صدر منتخب کیا گیا، جملہ یاران طریقت کو بذریعہ رسالہ "انوار الصوفیہ" آئندہ اشاعت میں اس کے نصب العین اور اغراض و مقاصد سے مطلع کیا جائیگا، جملہ یاران طریقت کو انجمن ہذا کا رکن بننا چاہیئے، چندہ رکنیت ماہوار چار آنہ اور فیس داخلہ ایک روپیہ ہے جو صاحب انجمن ہذا کے رکن بننا چاہیں وہ مع فیس داخلہ تین روپیہ سالانہ چندہ بنام پیر سید نذر حسین شاہ صاحب بذریعہ ڈاک ارسال فرمادیں، انجمن کی طرف سے یہ رقم وصول ہونے کے بعد ان کو چھپی ہوئی رسید بھیجدی جائیگی اور جملہ یاران (ممبران) کو بذریعہ "انوار الصوفیہ" مرکز سے ہدایات اور انجمن کی کارگزاری کی اطلاع حاصل ہوتی رہیگی۔

انجمن خدام الصوفیہ

۱۲ مئی جمعہ کے روز ۴ بجے بعد دوپہر علامہ پیر سید اختر حسین شاہ صاحب کے کاشانہ فیض و برکت میں حضرت علامہ صاحب کی صدارت میں خلفاء اور معزز یاران طریقت کا اجتماع ہوا جس میں انجمن خدام الصوفیہ کے احیاء و بقاء اور اس کے نصب العین اور اغراض و مقاصد کے متعلق غور کیا گیا۔ آخر طویل بحث و تمحیص کے بعد یہ طے پایا کہ ہر ضلع اور تحصیل میں انجمن خدام الصوفیہ کی شاخیں قائم کی جائیں جو مرکزی انجمن خدام الصوفیہ کے ساتھ منسلک اور وابستہ ہوں، اور جناب صدر محترم حضرت سراج الملت سجادہ نشین علی پور شریف سے جو ہدایات پہنچیں، ان کے مطابق کام کریں۔
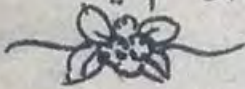
انتباہ

ماہنامہ انوار الصوفیہ سلسلہ نقشبندیہ کا
واحد ترجمان ہے
اس کی اعانت اور خریداری ہر اس شخص کا فرض ہے
جو سلسلہ نقشبندیہ میں داخل ہے
کئی نقشبندی دوستوں کو خریداری کی امید پر
شروع سال سے رسالہ بھیجا جارہا ہے
اب تک انہوں نے مبلغ پانچ روپے
چندہ ارسال نہیں کیا
مہربانی فرما کر ان سطور کو پڑھتے ہی،
آج ہی اپنی پہلی فرصت میں
سابقہ چندہ ارسال کردیں
پھر
اگست میں آئندہ سال کا چندہ بھی بذریعہ منی آرڈر
بھیجدیں یا رسالہ بذریعہ وی۔ پی
طلب کریں (ادارہ)

جناب خان زادہ سمیع نوشہروی

بادِ صبا خدارا میرا سلام کہنا — جانِ بلب ہے تیرا ادنیٰ غلام کہنا

اے رات کے ستارو، قدرت کے شاہکارو — ہم دردو غم گسارو، میرا پیام کہنا

اے راہروِ مدینہ، طوفاں میں ہے سفینہ — مشکل ہوا ہے جینا، حاصل کلام کہنا

ہر سمت ہے اندھیرا، تاریکیوں نے گھیرا — لب پر ہے نام تیرا، خیر الانام کہنا

محصور ہیں مسلمان، رنجور ہیں مسلمان — مقہور ہیں مسلمان دنیا میں عام کہنا

خالی ہے آبگینہ، بے نور قلب و سینہ

ہو جائے اب عنایت کوثر کا جام کہنا

سلسلۂ مآثر مدینۃ المنوّرہ ۲

مشربہ اُمّ ابراہیم رضی اللہ عنہا
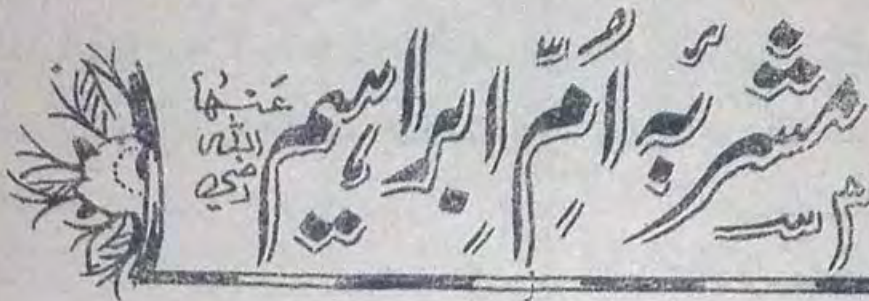
خان بہادر بخشی مصطفےٰ علی خاں صاحب، مہاجر مدنی کا

سنہ ۶ھ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حاطب ابن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سفیر مقرر فرما کر، مقوقس بادشاہ اسکندریہ (ملک مصر) کے پاس دعوتِ اسلام کے رقعۂ مبارک کے ساتھ روانہ فرمایا، مقوقس نے اسلام کو سچا اور اچھا مذہب مانا، مگر عیسائیوں کے خوف سے داخلِ اسلام نہ ہوا، لیکن حضور رسول اللہ علیہ وسلم کی عزت و توقیر یوں فرمائی کہ سفیر نبوی کے ساتھ تین لونڈیاں ایک خچر اور کثیر قیمتی ہدایا روانہ کئے۔ ان تین لونڈیوں میں ایک سیّدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا تھیں جن کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حرم میں داخل فرمایا۔ دوسری کو حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ عنہ کو عنایت فرمایا، اور تیسری کو حضرت ابوجہم رضی اللہ عنہ کو بخشا،

سیّدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ سیّدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا نہایت خوبصورت تھیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے مکان ام المومنین حفصہ رضی اللہ عنہا میں پہلی خلوت فرمائی جب کہ وہ مکان خالی تھا اور سیّدہ حفصہ رضی اللہ عنہا اپنے باپ کے گھر تشریف فرما تھیں، بعد ازاں حضور سرورِ عالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے سیّدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کو مسجد نبوی شریف سے متصل مکان حضرت حارثہ بن نعمان رضی اللہ عنہ میں رکھا، اور یہاں گاہے گاہے تشریف فرما ہوتے، یہ ہمیں شاق گذرتا تھا، بعد ازاں آپ نے عوالی مدینہ منوّرہ میں ایک بوستان میں جو صدقات سے تھا، ان کو بسایا اور وہاں بھی گاہے گاہے تشریف لے جاتے، اللہ تعالیٰ نے (سیّدہ) ماریہ قبطیہ (رضی اللہ عنہا) کو اولاد سے نوازا، جس فضل ربّ الکریم سے ہم محروم تھیں

مشربہ کے لفظی معنی، پانی کا فوّارہ یا عوامی پانی پینے کی جگہ کے ہیں۔ لیکن یہ مشربہ نام تھا، اسی باغ کا جس میں حضرت ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کی رہائش ہوئی اور جہاں سیّدنا ابراہیم (ثانی) علیہ السلام، آخری فرزند حضور نبی اکرم علیہ افضل واکمل التحیاۃ والصلوٰۃ والتسلیم کے پیدا ہوئے اور جہاں سے سنہ ۱۰ھ میں ننھے پن میں کہ ابھی دودھ نہیں چھوڑا تھا راہی فردوس بریں ہوئے، اِنّا لِلّٰہ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے مبارک ہاتھوں سے جنت البقیع شریف میں حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی قبر کے متصل، یہ فرماتے ہوئے دفن فرمایا:-

اَلحق السّلف الصّالح عثمان (رضی اللہ عنہ)

یعنی ہم سے پہلے گذرے ہوئے صالح شخص عثمان بن مظعون (رضی اللہ عنہ) سے جا ملو۔

مدینہ منورہ میں حرم شریف کے جنوب میں تخمیناً دو
میل دور وسیع عوالی کے احاطہ میں یہ مسجد مبارک ہے
جہاں اب یہ مسجد شریف مسمی مشربہ اُم ابراہیم رضی اللہ
عنہا ہے، اطراف میں تخمیناً سو گز فاصلہ تک اس وقت
زمین خشک ہے اور کوئی درخت یا سبزی نہیں ہے۔
مسجد کے شرق میں اس جگہ کو مبارک تصور فرمانے
والے باغبان کے اموات کا قبرستان ہے۔ مسجد شریف
پندرہ گز طویل اور چودہ گز عریض ہے صحن مسجد بھی اتنا ہی ہے
صحن مسجد میں پتھر سے بنائی ہوئی نہر موجود ہے اور کنواں بھی
جو آجکل دونوں خشک ہیں، جانب قبلہ مسجد شریف میں
محراب امام بھی ہے مسجد کا مینار کوئی نہیں، جاننا چاہیے کہ
اس مقام مبارک پر اپنی تشریف فرمائی کے دن اور راتوں
میں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازیں ادا
فرمائی ہیں۔

۱۳۷۱ھ سے تاحال راقم الحروف ہر سال ما بین اشراق
وظہر اپنے حجاج دوستوں کے ساتھ اس مسجد کی زیارت کا
شرف حاصل کرتا رہا ہے اور نفلیں ادا کی ہیں، مسجد میں
صفائی کے ساتھ چٹائیاں بچھی ہوئی دیکھی ہیں۔ اور ایک وقت کسی
کی نیاز کی روٹیاں اور چند پیسے محراب مسجد میں رکھے ہوئے
بھی دیکھے تھے، جو آثار تھے کہ اس مسجد میں اطراف کے
باغبان باجماعت نمازیں ادا کرتے ہیں، لیکن سال رواں
یعنی ربیع الثانی ۱۳۸۰ھ میں وہاں حاضر ہوا تو مسجد کے صحن
میں جو داخلہ کا ایک ہی دروازہ ہے وہ اور شرق و مغرب
کی دیواروں میں جو دریچے ہیں وہ اینٹ اور پتھروں سے
داخلہ مسجد و نظارۂ اندرون مسجد بند کر دیئے ہیں، اور
عمارت مسجد سے تخمیناً پچیس گز دور چاروں طرف قد آدم
پختہ دیوار کھڑی گئی ہے۔ اس بیرونی صحن کی دیوار میں
جانب شرق یعنی جانب قبرستان بڑا کھلا دروازہ رکھا ہے
تاکہ مزید اموات وہاں دفن ہو سکیں۔ عقل یہ سمجھنے سے
قاصر ہے کہ کیوں ارباب حکومت نے اس مسجد میں نمازوں
کی ادائیگی بند کر دی ہے ؎

رموز مملکت خویش خسرواں دانند
تو گدائے گوشہ نشینی حافظا مخروش

(نوٹ) اس مسجد کی دو تصویریں رسالہ کے آخری صفحہ
پر ملاحظہ فرمائیں۔

تصویر نمبر ۱ میں سامنے ان × × × نشانات کی جگہ بدوؤں
کی قبریں ہیں اور دروازہ صحن مسجد اور مشرقی دیواریں
دریچے، جو دونوں پتھروں اور اینٹوں سے بند کر دیئے ہیں
نظر آ رہے ہیں۔

تصویر نمبر ۲ میں جو مغرب کی جانب سے لی گئی ہے،
بیرونی نئے صحن کی قد آدم بلند دیواریں ہیں۔

رجہ رشید محمود صاحب میانوی

یہ نظم گذشتہ سال ۱۲ ربیع الاول کو عید میلاد النبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے جلسہ میں پڑھی گئی

آج الفت کی نگاہوں میں ہے طرفہ تنویر
جیسے اس گلشنِ ہستی پہ بہار آئی ہے
آج ہر ذرۂ ناچیز ہے رشکِ فردوس
آج ہر جا پہ عجب انجمن آرائی ہے

ٹولیاں حوروں کی جنت میں خرامیدہ ہیں
گیت گاتے ہیں مسرت کی فضا میں پنچھی
آج ہے رقص کناں جوشِ مسرت سے جہاں
منتظر جس کے تھے مدت سے وہ رات آہی گئی

آج بارانِ نوازش ہے خدا کی ہم پر
آج ملتی ہے مسلمانوں کو خوشیوں کی نوید
آج محبوب خدا دنیا پہ لائے تشریف
عید میلاد مبارک کا ہے یہ روزِ سعید

آج ہر جا پہ ہے اس درجہ سے ہجومِ عشاق
اپنے پہلو میں بسائے ہوئے پھولوں کی شمیم!
جس طرح دل میں لیے وصل کا ارمانِ جمیل
جایا کرتے تھے کبھی طور پہ موسیٰ کلیم!

سلسلہ کے واسطے دیکھو شمارہ

یا تثریب سے مشتق ہے جس کے معنی گرفت کرنے اور عذاب کے ہیں، یا اس لئے کہ جب یثرب اصل میں کسی کافر کا نام ہے تو اس کے نام پر اس شہر کا نام رکھنا جس کی عزت کا میدان شرک و کفر کے غبار سے مبرا اور منزہ ہے ہرگز مناسب نہیں۔ اور قرآن مجید میں یَا اَھْلَ یَثْرِبَ لَا مُقَامَ لَکُمْ جو آیا ہے وہ منافقوں کی زبان سے آیا ہے کہ بوجہ منافقت اس شہر کو یثرب کہتے تھے اور بعض حدیثوں میں جو اس شہر کو یثرب کے نام سے ذکر کیا ہے تو وہ حدیثیں اس سے نہی وارد ہونے سے پہلے کی ہیں۔ اس کے ناموں سے ارض اللہ و ارض الھجرت بھی ہے، ان دو گرامی قدر ناموں کی تصحیح آیہ کریمہ، اَلَمْ تَکُنْ اَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَۃً فَتُھَاجِرُوْا سے ہوتی ہے اور اس کا نام اکّالۃُ البلدان اور اکّالۃ القریٰ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس شہر کو تمام شہروں پر فوقیت حاصل ہے اور اس کا اثر تمام اطراف میں نافذ ہے اور غنیمتیں یہاں جمع ہوتی ہیں اور خزانے اس طرف اٹھائے جاتے ہیں۔ اور بعض عالموں نے ان دونوں ناموں کو اس شہر کے غلبۂ فضل اور عظمت مرتبہ پر محمول کیا ہے۔ یعنی مدینہ شریف کا نام اکّالۃ البلدان اور اکّالۃ القریٰ اس لئے ہے کہ اس شہر کے کثرت فضائل اور عظمت مراتب کے مقابلے میں تمام شہروں کے فضائل اور خوبیاں ہیچ ناپید ہیں۔ جس

طرح کہ تمام شہروں کی اصل ہونے کی وجہ سے مکۂ مکرمہ کو ام القریٰ کا نام دیا گیا ہے لیکن اکّالۃ القریٰ کا مفہوم اور مضمون بہ نسبت ام القریٰ کے مضمون کے زیادہ کامل اور بہت بلیغ ہے۔ اس لئے کہ ام القریٰ کی وصف امومیت اپنے مقابلے میں دوسرے شہروں کے محو واضمحلال اور لاشئی ہونے کا تقاضا نہیں کرتی، بخلاف اکّالۃ القریٰ کے اکل کے کہ وہ دوسرے شہروں کے ہیچ اور بے بنیاد ہونے کا تقاضا کرتا ہے اور اس کا نام ایمان بھی ہے جیسا کہ آیہ کریمہ وَالَّذِیْنَ تَبَوَّؤُا الدَّارَ وَالْاِیْمَانَ سے جو انصار اور مہاجرین کی ثنا میں نازل ہوئی ہے ثابت ہوتا ہے، اور اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ یہ شہر ایمان کا مرجع و مآل اور اس کے احکام کا مظہر ہے۔

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک فرشتہ جس کا نام ایمان ہے اور ارباب ایقان کے قلوب میں ایمان کا القا اور الہام کرتا ہے اس نے کہا کہ میں مدینہ میں رہوں گا اور اس سے ہرگز جدا نہیں ہوں گا۔ حیا کے فرشتہ نے اس کے ساتھ عقد موافقت باندھا کہ میں تیرے ساتھ رہوں گا۔ اور کبھی تجھ سے جدا نہیں ہوں گا۔" اس حدیث سے ثابت ہوا کہ حیا اور ایمان کی

دونوں اعلیٰ اور عمدہ صفتیں مدینہ منورہ میں جمع ہیں۔ اور آپس میں ایک دوسرے کی رفیق و مصاحب ہیں۔ جیسا کہ حدیث میں آیا ہے:

الحیاء من الایمان۔

اس شہر پاک کا نام بارّہ اور برّہ بھی ہے، جو خیر کے معنیٰ پر دلالت کرتا ہے۔ اس لئے کہ یہ شہر خیرات کا منبع اور مبرات کا معدن ہے۔

اہلِ مدینہ کے بعض مفسرین کے نزدیک لا اقسم بھذا البلد کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جس شہر کی قسم کھائی ہے اس سے مراد مدینہ ہے۔ لیکن اکثر مفسرین کے نزدیک اس سے مراد مکہ مکرمہ ہے اور یہی قول راجح تر اور قرین صواب ہے اس لئے کہ یہ سورت مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی ہے۔ بیت رسول اللہ بھی اس کے القاب شریفہ سے ہے۔ اس کے اس نسبت کریمہ اور وصف شریفہ کے ساتھ ملقب ہونے کی وجہ خوب واضح اور ظاہر ہے اور اس کی مشابہت اور مناسبت، بیت اللہ کے عنوان کے ساتھ جو نام ہے مکہ مکرمہ کا ظاہر و باہر ہے۔

زہے سعادت آں بندہ کہ کرد نزول
گہے بہ بیت خدا و گہے بہ بیت رسول

وہ بندہ کتنا خوش نصیب ہے جس نے کبھی بیت اللہ میں نزول کیا اور کبھی بیت رسول میں۔ جابرہ اور جبارہ تخفیف کے ساتھ، اور جبّارہ تشدید کے ساتھ بھی اس مقام عزّت انتظام کے اسمائے سے ہے اور حدیث للمدینۃ عشرۃ اسماء جو متعدد روایتوں کے ساتھ مروی ہے، وہ پہلے دو ہونے پر دلالت کرتی ہے اور تیسرا نام جبّارہ ہے صاحب کتاب النواعی نے توریت سے نقل کیا ہے۔ اس کے ساتھ نام رکھنے کی وجہ غریبوں کے ٹوٹے ہوئے دلوں کا جوڑنا اور بےکس فقیروں کو غنی کرنا ہے اور اس لئے بھی کہ یہ شہر بہ سبب ظہور آیات اور شہود کرامات، شکبروں، بلند گردن والوں پر اپنی اطاعت کے لئے جبر کرتا ہے اور تمام شہر اور بندے اس کے آگے سر تسلیم خم کرنے کے واسطے مجبور ہیں۔ مجبورہ بھی اس کے ناموں میں وارد ہوا ہے۔ اس لئے کہ وہ سید انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی سکونت میں زندگی اور موت میں حکم الٰہی کے آگے مجبورہ ہے۔ جزیرۃ العرب میں بعض محدثوں کے قول کے مطابق حدیث اخرجوا المشرکین من جزیرۃ العرب سے مدینہ مطہرہ مراد ہے۔ اگرچہ دوسرے محدثوں کے نزدیک یہ حدیث تمام ارض حجاز کو شامل ہے۔

اردو ترجمہ
گوھر

قسط
۱۰

صوفیائے کرام میں جو لوگ صاحب وجد وحال اور صاحبِ سماع ہیں، ان کے مذہب کی تائید و تصدیق میں حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب احیاء العلوم سے کتاب آداب السماع کا اس اشاعت سے مسلسل ترجمہ پیش کیا جا رہا ہے:
(گوھر)

اصل عبارت

الحمد للہ الذی احرق قلوب اولیائہ بنار محبتہٖ واسترق ھممھم وارواحھم بالشوق الی لقائہٖ ومشاھدتہٖ و وقف ابصارھم وبصائرھم علی ملاحظۃ جمالِ حضرتہٖ۔ حتی اصبحوا من تنسم روح الوصال سکریٰ، واصبحت قلوبھم من ملاحظۃ سبحات الجلال والھۃ حیریٰ۔ فلم یروا فی الکونین شیئاً سواہ ولم یذکروا فی الدارین الا ایاہ۔ ان سنحت لابصارھم صورۃ عبرت الی المصور بصائرھم۔ وان قرعت اسماعھم نغمۃ سبقت الی المحبوب سرائرھم وان ورد علیھم صوت مزعج او مقلق او

اردو ترجمہ

حمد اللہ کے واسطے ہے جس نے اپنے دوستوں کے دلوں کو اپنی محبت کی آگ کے ساتھ جلایا۔ اور جس نے ان کی ہمتوں اور ان کی روحوں کو اپنی ملاقات اور اپنے دیدار کے شوق کے ساتھ غلام بنایا۔ اور جس نے ان کی آنکھوں اور ان کی عقلوں کو اپنی ذات کے جمال کے دیکھنے پر ٹھہرایا۔ یہاں تک کہ وہ روح وصال کی بادِ نسیم سے مست ہو گئے، اور ان کے دل جلال کے انوار دیکھ کر فریفتہ اور متحیر ہو گئے۔ پس انہوں نے کونین میں اس کے سوا کسی چیز کو نہیں دیکھا۔ اور دارین میں انہوں نے نہیں یاد کیا مگر اسی کو، اگر ان کی آنکھوں کے سامنے کوئی صورت ظاہر ہو تو ان کی عقلیں مصور کی طرف تیرتی ہیں۔ اور اگر کوئی نغمہ ان کے کانوں کو کھٹکھٹائے تو ان کے باطنی احوال محبوب کی طرف بڑھتے ہیں۔ اور اگر ان پر کوئی آواز جنبش دینے والی یا اضطراب میں لانے والی یا خوشی میں ڈالنے والی یا غمناک کرنے والی، یا سرور میں ڈالنے والی یا شوق پیدا کرنے والی یا ہیجان میں لانے والی وارد ہو تو ان کا میلان نہیں ہوتا، مگر اس کی طرف اور ان کی خوشی نہیں ہوتی، مگر اس کے ساتھ اور ان کا اضطراب نہیں ہوتا

مضطرب اومحزن اومبهیج او شوق اومهیج لم یکن اتزعاجهم الا الیه۔ ولا طربهم الا به۔ ولا قلقهم الا علیه۔ ولا حزنهم الا فیه ولا شوقهم الا الی مالدیه ولا انبعاثهم الا له ولا ترددهم الا حواليه۔ فمنه سماعهم واليه استماعهم۔ فقد اقفل عن غیره ابصارهم واسماعهم اولئك الذین اصطفاهم الله لولایته۔ واستخلصهم من بین اصفیائه وخاصته۔ والصلوٰة علی محمد المبعوث برسالته وعلی آله واصحابه ائمة الحق وقادته وسلم کثیراً۔

امابعد = فان القلوب والسرائر خزائن الاسرار ومعادن الجواهر۔ وقد طویت فیها جواهرها کما طویت النار فی الحدید والحجر واخفیت کما اخفی الماء تحت التراب والمدر ولا سبیل الی استثارة خفایاها الا بقوادح السماع۔ ولا منفذ الی القلوب الا من دهلیز الاسماع فالنغمات الموزونة المستلذة تخرج مافیها وتظهر محاسنها اومساویها۔ فلا یظهر من القلوب عند التحریك الا ما یحویه۔ کما لا یرشح من اناء الا بما فیه فالسماع للقلب محك صادق ومعیار ناطق فلا یصل نفس السماع الیه الا وقد تحرك فیه ما هو الغالب علیه واذ کانت القلوب بالطباع مطیعة الاسماع

مگر اس پر اور ان کا غم نہیں ہوتا مگر اس میں اور ان کا شوق نہیں ہوتا، مگر اس چیز کی طرف جو اس کے نزدیک ہے۔ اور ان میں ارتعاش نہیں ہوتا مگر اس کے واسطے۔ اور ان کا گھومنا نہیں ہوتا مگر اس کے ارد گرد، پس اسی سے ہے ان کا سماع اور اس کی طرف ہے ان کا کان لگانا، پس تحقیق ان کی آنکھوں اور کانوں پر اس کے غیر سے قفل لگا ہوا ہے، یہی لوگ ہیں جن کو اللہ نے اپنی ولایت کے واسطے چنا ہے اور اپنے برگزیدہ اور خاص بندوں سے ان کو خالص کیا ہے۔ اور درود ہو اوپر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جو مبعوث ہیں ساتھ اپنی رسالت کے اور اوپر آپ کی آل اور اصحاب کے جو امام ہیں حق کے اور اس کے رہنما ہیں، اور ان پر بہت سلام ہو۔

لیکن حمد وصلوٰۃ کے بعد، پس تحقیق دل اور اندرونی احوال رازوں کے خزانے اور موتیوں کی کانیں ہیں اور تحقیق ان میں موتی پیچیدہ ہیں جس طرح لوہے اور پتھر میں پانی پیچیدہ ہے۔ اور موتی چھپے ہوئے ہیں جس طرح مٹی اور ڈھیلوں کے نیچے پانی چھپا ہوا ہے۔ دلوں کی چھپی ہوئی چیزوں کے ظاہر کرنے کا کوئی طریقہ نہیں مگر کانوں کے پیالوں کے ساتھ۔ اور قلوب کی طرف کوئی راستہ نہیں مگر کانوں کی دہلیز سے، پس نغمے موزوں لذت دینے والے اس چیز کو نکالتے ہیں جو دلوں کے خزانے میں ہے۔ اور اس کی خوبیوں کو اور برائیوں کو ظاہر کرتے ہیں پس نہیں ظاہر ہوتی دل سے وقت حرکت کرنے کے مگر وہی چیز جس کو وہ جامع ہے۔ جس طرح نہیں ٹپکتی برتن سے مگر وہی چیز جو اس میں ہے۔ پس سماع واسطے دل کے سچی کسوٹی اور بولنے والا معیار ہے پس نہیں پہنچتا نفس سماع اس کی طرف مگر اس حال میں کہ حرکت کرے اس میں وہ چیز جو اس پر غالب ہے، اور جب کہ قلوب بالطبع کانوں کے مطیع اور فرمانبردار ہیں

حتی ابدت بواردا تھا مکامنھا۔ وکشفت بھا عن مساویھا واظھرت محاسنھا۔ وجب شرح القول فی السماع والوجد وبیان مافیھا من الفوائد والآفات ومایستحب فیھا من الآداب والھیئات ومایتطرق الیھما من خلاف العلماء فی انھا من المحظورات اوالمباحات ونحن نوضح ذالک فی بابین (الباب الاول) فی اباحۃ السماع۔ (الباب الثانی) فی آداب السماع وآثارہ فی القلب بالوجد وفی الجوارح بالرقص والزعق وتمزیق الثیاب"

یہاں تک کہ کان اپنے واردات کے ساتھ اس کی مخفی چیزوں کو بے پردہ کرتے ہیں اور اس کے ساتھ اس کی برائیوں کو طشت از بام کرتے ہیں۔ اور اس کی خوبیوں کو ظاہر کرتے ہیں' واجب ہے قول کی شرح سماع اور وجد میں اور اس چیز کا بیان کرنا جو ان دونوں میں ہے۔ فوائد اور آفات سے اور اس چیز کا بیان کرنا جو ان دونوں میں مستحب ہے۔ آداب اور صورتوں سے اور اس چیز کا بیان جو آگئی ہے' ان دونوں میں عالموں کے خلاف سے اس امر میں کہ تحقیق وہ دونوں ممنوعات سے ہیں یا مباحات سے اور ہم واضح کریں گے۔ اس کو دو بابوں میں۔ پہلا باب سماع کے مباح ہونے میں ہے۔ دوسرا باب سماع کے آداب اور اس کے آثار میں ہے جو دل میں وجد اور سماع کے ساتھ اور جوارح میں رقص اور چیخنے اور کپڑے پھاڑنے کے ساتھ پیدا ہوتے ہیں÷

اقوال

مجدد الف ثانی
رضی اللہ تعالےٰ عنہ

۱۔ گناہ کے بعد ندامت بھی توبہ کی شاخ ہے۔ ۲۔ کفر کے بعد سب سے بڑا گناہ دل آزاری ہے، خواہ مومن کا ہو یا کافر کا

۳۔ دل آنکھ کے تابع ہے، آنکھ کے بگڑ جانے کے بعد دل کی حفاظت مشکل ہے اور دل کے بگڑ جانے کے بعد شرمگاہ کی حفاظت مشکل

۴۔ عورت کا نامحرم مرد سے ملائم گفتگو کرنا بھی داخل بدکاری ہے اور اس کا باریک کپڑے پہننا ننگی ہونے کے حکم میں ہے۔

۵۔ دولتمندی کا سے زیادہ کوئی چیز ایمان میں خلل انداز نہیں ہے ہمارا طریق صحبت ہے کیونکہ خلوت میں شہرت ہے شہرت میں آفت،

۶۔ جس کے پاس، بیوی، گھر، نوکر اور سواری ہو وہ بادشاہ ہے۔

۷۔ خدا کو خدا جاننا یہ ہے کہ شرک نہ کرے، اور رسول کو رسول جاننا یہ ہے کہ اس کے سوا کسی کی پیروی نہ کرے

۸۔ آخرت کا کام آج کر، دنیا کا کام کل پر چھوڑ دے،

۹۔ حق تعالےٰ کو حق تعالےٰ ہی سے پا سکتے ہیں، نہ کہ تفکر و تخیل سے،

۱۰۔ شیخ کامل کی صحبت سرخ گندھک ہے یعنی کیمیا ہے، اس کی نظر دوا اور اس کی بات شفا ہے،

ہوا ہے گو تند و تیز لیکن چراغ اپنا جلا رہا ہے
وہ مردِ درویش جس کو حق نے دیئے تھے اندازِ خسروانہ

حضور قبلۂ عالم سرکارِ علیپوری روحی فداہم نور اللہ مرقدہٗ کی کرامات لاتعداد ہیں، سلسلۂ عالیہ میں داخل ہونے والے پیر بھائی حضور کی کرامات کس قسم کی بیان کرتے ہیں

۱۹۱۴ء کی جنگِ عظیم میں حکومتِ وقت کی طرف سے ہر شہر، ہر قصبہ، ہر گاؤں میں فوج میں بھرتی زور شور سے ہو رہی ہے۔ حکومت ہر غریب، امیر، نوکر، ملازم، تاجر، زمیندار سے امدادی قرضے طلب کر رہی ہے، اور انسانی جانوں کا بھی قرضہ لے رہی ہے، بھرتی ہونے والے کو پچاس روپے کا انعام بھی دے رہے ہیں۔ اسی زمانے میں ہمارے گاؤں میں دو حضور کے مرید صادق وارد ہوتے ہیں، جو کہ ہماری برادری کے بزرگ ہیں، انہوں نے گھر گھر میں حلقۂ ذکر شروع کروا دیا عجب سماں تھا، چند نوجوانوں میں سے ہمارے کنبہ کے ایک چوہدری شکر دین صاحب نے حضور قبلۂ عالم رحمۃ اللہ علیہ کے دستِ حق پرست پر بیعت کی، اس نوجوان کی روح میں حضور قبلۂ عالم نے خبر نہیں کیا نورانیت بھر دی کہ وہ ہر وقت پیرِ کامل کا تصور اور ذکر کرتا رہتا تھا۔

موسمِ سرما میں گنے کی رس نکل رہی ہے اور گڑ بنانے کے لئے کڑاہے میں رس ڈالی جا رہی ہے، وہ نوجوان بھٹی میں ایندھن جھونک رہا ہے، رس پک کر تیار ہوگئی اور گند میں ڈال دی گئی، ابھی وہ منجمد نہ ہوئی تھی، کڑاہ کو بھٹی سے اتار کر نیچے رکھا ہوا تھا کہ گاؤں کے رئیس اس گڑھال میں وارد ہوئے، بھٹی کی آگ شعلہ بن گئی، شکر دین کو چوہدری صاحب کہتے ہیں "سنا ہے کہ تو جماعت علی شاہ صاحب کا مرید ہو گیا ہے، تجھے وہاں سے کیا حاصل ہوا" وہ نوجوان جواب میں کہتا ہے کہ انہوں نے تو میری کایا پلٹ دی، آپ کے دستِ حق پرست پر بیعت ہونے والا، میرا ایمان ہے کہ دوزخ کی آگ سے نجات حاصل کر لیتا ہے۔ پھر چوہدری صاحب نے کہا اگر تو سچ کہتا ہے تو اس بھٹی میں چھلانگ لگا دے، میں دیکھوں کہ تیرا پیر کتنا کامل ہے۔ اس نوجوان نے اس بھٹی میں چھلانگ لگا دی، آگ پورے زور سے جل رہی تھی، اب چوہدری صاحب کے حواس خطا ہوئے، ایک رنگ آتا تھا ایک جاتا تھا کہ میں نے خواہ مخواہ اس نوجوان کو چھلانگ لگانے کیلئے کہا یہ جل کر راکھ ہو جائے گا۔ انہوں نے شور مچایا، لوگو! دوڑو، دوڑو، پانی لاؤ، بھٹی میں شکر دین گر پڑا ہے۔ جب لوگ پانی کے مٹکے بھر کر لائے اور بھٹی میں ڈالنے والے ہی تھے تو اس نے اللہ کا نعرہ مارا، اور بھٹی سے صحیح سالم باہر

نکل آیا، اس کے سر پہ بال تھے جسم پہ کپڑے تھے، آگ کا کسی
چیز پر اثر نہ تھا۔ البتہ اس کا چہرہ زیادہ سرخ نظر آرہا
تھا، جیسے وہ بالکل پاک اور صاف ہو گیا ہے۔ اب چوہدری
صاحب کو چین آیا، اور بے ساختہ زبان سے نکلا، بیشک تیرا
پیر کامل ہے۔ ذرا سکوت کے بعد دریافت کرتے ہیں
کہ بھئی! کیا بات ہے کہ آگ نے تیرا جسم یا تیری کسی چیز
کو جو تیرے جسم کے ساتھ تھی، نقصان نہیں پہنچایا، تب وہ
نوجوان بتاتا ہے کہ میرے مرشد پاک، غوثِ زمانہ ہیں
اور غوث کی یہ صفت ہے کہ وہ فریاد کرنے والے کی فریاد
کو پہنچے، میں نے جب بھٹی میں چھلانگ لگائی تھی، تو
آپ میرے سامنے تھے اور فرما رہے تھے کہ اللہ کا ذکر
کرنے والے کو آگ نہیں جلا سکتی، تھوڑی دیر کے بعد مجھے
یہ معلوم ہو رہا تھا کہ آپ نے میرے بازو کو پکڑ کر
کے باہر رکھ دیا ہے، طاقت آپ کی تھی۔ عقیدہ اپنا تھا ——

اسی دن صبح چوہدری صاحب بمعہ عیال کے دربار شریف
حاضر ہو گئے حضور کے دستر خوان سے کھاتے رہے اور فیوض
و برکات حاصل کر کے اکیسویں دن واپس آنے کی اجازت
ملی۔ اب چوہدری صاحب کے لئے دنیا بدل چکی تھی، پھر وہ نوجوان
فوج میں بھرتی ہو گئے، جاتے وقت سرکارِ عالی کی خدمت میں
قدمبوسی کے لئے حاضر ہوا، اور حضور نے کہا جاؤ، تم جلدی
واپس آجاؤ گے۔ بھرتی ہونے کے تین مہینے تک ٹریننگ
کے بعد محاذ جنگ پر چلا گیا۔ گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی یہ
نوجوان معمولی سا زخمی ہوا، ہسپتال میں ایک ڈیڑھ ماہ زیر علاج
رہا، جب بالکل اچھا ہو گیا تو اس کو آٹھ روپے پنشن دے کر
گھر بھیج دیا گیا۔

حضور کی پہلی کرامت ہی کچھ کم نہ تھی، دوسری بھی پیش
ہے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد واپس آیا، بڑی بلند آواز سے
اذان کہتا تھا، میل ڈیڑھ میل تک اس کی آواز جاتا تھا، واپس آ
کر اس نے قرآن پاک پڑھنا شروع کیا اور تھوڑے ہی عرصہ میں
ختم کر لیا۔ میں نے دیکھا ہے کہ دنیا میں بھی اس کی یہ عزت و
توقیر تھی کہ گھوڑی پر سفر کرتا، اور شوقِ عبادت اس قدر تھا،
کہ وضو کا لوٹا اور قرآن پاک ساتھ رکھتا، پھر جب وہ دربار
عالیہ میں حاضر ہوا تو حضور نے فرمایا،

"بھئی تم کو کوئی زمین کا ٹکڑا بھی ملا ہے یا نہیں"

—— تو اس نے عرض کیا کہ حضور کی نگاہِ کرم ہی بڑی چیز ہے
اب دنیا کی کوئی خواہش نہیں۔ پھر چند دن کے بعد اس کو حکم
آگیا کہ تم کو ایک مربع زمین بطور عطیہ دیا جاتا ہے۔

چند سال ہوئے وہ مردِ درویش جہاں اس کو زمین
ملی تھی (ضلع منٹگمری میں) فوت ہو گیا۔ اگر آج وہ زندہ
ہوتا تو اس کو شہرت کے طور پہ پیش کرتا۔

•

۱۹۱۵ء میں جب کہ میری عمر سات آٹھ سال کی تھی
ہمارا گاؤں علی پور شریف سے تیرہ کوس بجانب شمال موضع
روپو چک ظفر وال کے قریب واقع ہے، سالانہ عرس شریف
اور انجمن خدام الصوفیہ کا سالانہ جلسہ ۲۸ - ۲۹ بیساکھ
یا ۱۰ - ۱۱ مئی کو ہوتا ہے ہمارے علاقہ کے پیر بھائی پیدل
ہی جاتے تھے، راقم الحروف بھی ان کے ہمراہ ہی دربار میں
حاضر ہوتا ہے۔ دوپہر کا وقت ہے، شہنشاہِ اولیاء
بابِ رحمت میں جلوہ افروز ہیں، زائرین دست بوسی کر
کے اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ رہے ہیں۔ سبحان اللہ کہ آج
وہ سماں ہے کہ کوئی آ رہا ہے کوئی جا رہا ہے، کوئی بیٹھا ہوا
ہے کوئی نعت پڑھ رہا ہے۔ کوئی پی رہا ہے کوئی کھا رہا ہے
کئی اس شمع کے پروانے جلسہ گاہ میں جلسہ سن رہے ہیں
کوئی بازار علی پور میں خرید و فروخت کر رہا ہے اس نوعمری

کے زمانے میں اس دربار عالی سے ناواقف یہ عاجز بھی حاضر ہوتا ہے۔ نرم و نازک دستِ مبارک کو بوسہ دیتا ہے تو ہما حضور فرماتے ہیں، حافظ صاحب کوئی نعت شریف بھی پڑھتے ہو، اس زمانے میں سورۃ یوسف حفظ کر رہا تھا، میں نے کہا حضور پیش کرتا ہوں" میں نے حضرت راقب کی نعت شریف پڑھ کر سنائی ؎

نی میں کوجھی کالی کملی والے دی، کملی والے دی

موہوں نبی نبی پر پل پل کر دل وچہ ہو ہزاراں ول چھل

کری سواد مدلوے گل اوگل کر جو گل تری وکھالے دی۔۔۔

نعت شریف کے بعد حضور نے فرمایا، کوئی رکوع بھی سناؤ، میں نے سورۃ یوسف کا پہلا رکوع پیش کیا۔ حضور نے ایک روپیہ بطور انعام دے کر دعا فرمائی کہ خدا وند تعالیٰ تجھے حافظ، قاری اور عالم فاضل بنائے، یہ حضور کی دعا کا نتیجہ ہے کہ سحری کے وقت حضور نے پھر یاد فرمایا کہاں ہے وہ چھوٹا بچہ حافظ عبدالحمید ہے یہاں، بس پھر کیا تھا، خوش الحانی پڑھنے کا طریقہ سب کچھ حضور کے کرم سے آگیا۔

رات کو جلسہ گاہ میں حضور نے سب نعت خوانوں قرآن پاک پڑھنے والوں کو، ایک ایک روپیہ عنایت فرمایا اور مجھے دو عطا فرمائے، ایک نے کہا حضور اسے آپ دو انعام دے رہے ہیں تو آپ نے فرمایا، اس نے نعت بھی سنائی ہے اور قرآن پاک بھی، اسلئے ؎

تیرے کرم سے پادشاہ عزت دا ابرہ علی

تیرے کرم سے اے کریم دولت بے بہا ملی

حضور کی کرامات پیش کر رہا ہوں، ہمارے خاندان کے ایک بزرگ چچا حاکم دین بیان کرتے ہیں کہ موضع جاتبر کے رات کو کنواں چل رہا تھا اور میں اس گادھی پر بیٹھا بیل ہانک رہا تھا

میں سو گیا، میری بھینسہ کا جوتر (رسہ) کمزور تھا، ڈھیلا ہو گیا وہ اوپر کی طرف جدھر کنواں رہتا ہے چل رہی تھی، جب کنوئیں کے پاس آئی تو اس کا پاؤں چاہ میں گرا۔ نکال کر چلنے لگی، جب پھر اسی مقام پر آئی تو پھر گرا اور نکال لیا، جب تیسری دفعہ آئی تو رسہ اور ڈھیلا ہو گیا اور اس کا پاؤں چاہ میں گرا اور ایک آواز دور سے آئی،

" او حاکماں بھینسہ کنوئیں میں گر ہی جائے گی، تو پھر اٹھے گا،"

میں فوراً اٹھا تو حضور قبلہ عالم کی آواز میرے کانوں میں گونج رہی تھی، بھینسہ کے پاؤں کو باہر نکالا اور گرد دیکھا کہ حضور رات کو اس وقت تشریف لائے ہیں، پس دیکھتا ہوں تو حضور کہیں نظر نہیں آ رہے۔ دیکھ بھال کرتا ہوں مگر حضور کہیں نظر نہ آئے خیال کیا کہ گاؤں میں جلوہ فرما ہوں گے، اسی وقت ڈیرہ ہذا میں آیا، سحری ہو گئی ہے، نفل پڑھ چکے ہوں گے جائے رہائش پر آ کر دریافت کیا تو سرکار عالی رونق افروز نہیں ہیں، سب کہتے ہیں کہ حضور تو تشریف نہیں لائے، کیا تجھے کوئی آنے کی اطلاع ملی ہے، تو واپس چلا آیا، آپ اس وقت علی پور شریف میں ہی تھے۔

•

سنہ ۱۹۲۱ء میں شہر سیالکوٹ اور ارد گرد میں طاعون کی سخت وبا پھیلی ہوئی تھی، گھروں کے گھر اس بلائے ناگہانی میں مبتلا تھے، کوئی گھر ایسا نہیں جہاں ایک ایک دو دو، تین تین، چار چار لاشیں نہ نکلتی ہوں۔ اس زمانے میں لوگوں نے خدا کی یاد کرنی شروع کر دی مسجدیں آباد تھیں گھروں کی چھتوں پر آذانیں ہو رہی ہیں، قرآن پاک ختم کرائے جاتے ہیں، آیت کریمہ شریف کے وظیفے ہو رہے ہیں، مگر خدا کی

آزمائشِ مخلوق سے شہر خوشاں کی آبادی بڑھ رہی ہے جدھر نظر دوڑاؤ جنازے نکل رہے ہیں۔ ماتم ہو رہے ہیں۔ حکومت کی طرف سے ٹیکے لگ رہے ہیں، ڈاکٹروں، حکیموں کی چاندی بن رہی ہے۔ مخلوق ہراساں سی نظر آ رہی ہے دنیا میں ہلچل سی مچ گئی ہے۔ حالت یہ ہے کہ پلیگ کی گلٹی نکلتی ہے، شدت کا بخار ہوتا ہے، تیسرے دن ایسا بیمار راہِ ملکِ عدم ہو جاتا ہے۔ بندہ اس زمانے میں مکتبہ شرقیہ، شہر سیالکوٹ میں مولوی محمد بشیر صدیقی، علیپوری سے منشی فاضل اور مولوی فاضل کی کتابیں پڑھ رہا تھا، رخصتی ہوئی بندہ بھی اس آزمائش میں آ گیا، میری بائیں ران کے اندر والے حصہ میں سات انچ طول کی گلٹی نکلی جو پہلے بہ رنگِ سُرخ سخت تھی اور بعد میں پھوڑے کی صورت ہو گئی شدت کا بخار تھا، دنیا و مافیہا کی خبر نہ تھی، اسی حالت میں مجھے میرے گاؤں موضع روپو چک میں پہنچایا گیا۔ عزو اقربا آتے مگر حالت زیادہ خراب ہوتی چلی گئی۔ ایک رات جب کہ سخت بیہوش تھا۔ میں ایک عجیب واقع دیکھ رہا ہوں کہ ایک وسیع میدان ہے، سفید لباس میں ملبوس مردانِ خدا کوئی چھتیس صفیں صف بستہ ہیں، ان کے پیچھے اسی قدر نیلے لباس پہنے خدا کے بندے کھڑے ہیں۔ ایک کنواں جس کے ارد گرد ایک بہت بڑی منڈیر سیمنٹ کی بنی ہوئی ہے۔ وہاں میری چارپائی لے گئے، چارپائی وہاں رکھی ہوئی ہے، اتنے میں اس منڈیر یعنی چبوترا پر حضور قبلہ عالم روحی فداہم تشریف فرما ہیں۔ اس کے سامنے ایک بہت بڑی، جامع مسجد، فراخ صحن ہے، مقتدی تو کھڑے ہیں، ان میں سفید لباس والے سب حافظ قرآن ہیں اور باقی نیلے لباس والے مشتاقان، کسی امام کی انتظاری ہو رہی ہے، اور محراب خالی ہے۔ وہ کنواں کا چبوترا چھتیس صفیں جہاں تک ہیں استادہ ہے، وہاں حضور قبلہ عالم میری طرف مخاطب ہو کر ارشاد فرما رہے ہیں کہ حافظ صاحب قرآن پاک آپ سنائیں گے، سب مخلوقِ خدا آپکی منتظر ہے اس لئے چلیئے محراب میں، بندہ عرض کرتا ہے کہ حضور کھڑے ہونے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے کمزور بہت ہوں۔ مگر آپ نے میرے بازو پکڑ کر محراب میں کھڑا کر دیا۔ گویا رمضان شریف کی پہلی تراویح شروع ہو رہی ہے۔ بندے نے قرآن پاک پڑھنا شروع کر دیا۔ پہلی رکعت میں پہلا سپارہ ختم کر دیا..... اللہ اکبر کہہ کر رکوع کیا، سجدے کی دوسری رکعت کے لئے کھڑا ہوا، الحمد شریف پڑھ کر دوسرا پارہ سے شروع کر کے ایک ربع پڑھا، رکوع کیا سجدے کئے۔ تشہد بیٹھا، یہاں تشہد پڑھا، لیکن سلام پھیرنے کا کوئی پتہ نہیں، میں بیہوش رہا، لیکن گھر والوں کے رونے کی آواز میرے کان میں آ رہی ہے، کہ "ختم ہو گیا افسانہ میری زندگی کا" میری ہمشیرہ جو میرے سرہانے بیٹھی ہوئی تھیں، یہ تمام واقعہ انہوں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا، بس یہ خبر ارد گرد تمام جگہوں میں مشہور ہو گئی کہ عبدالحمید فوت ہو گیا ہے، یہ خبر حضور قبلہ عالم کے دربار میں پہنچی، حضور کمال محبت سے مسکراتے ہوئے دعا فرما رہے تھے۔ یہ دعا بظاہر تو فاتحہ خوانی کے لئے تھی لیکن حقیقت میں صحت کے لئے تھی۔

تین دن بیہوشی ہی رہی، پھوڑا پھٹ گیا، مواد خود بخود ہی نکل گیا، جو رہا وہ جراح نے چیر کر صاف کر دیا۔ بالکل درست ہو گیا، یہ رجب المرجب کے، آخری ایام کا ذکر ہے۔ رمضان شریف تک مجھے کامل صحت ہو گئی۔ اور ظفروال کی جامع مسجد میں تراویح قرآن پاک سُنایا، یہ حضور قبلہ عالم کی بہت بڑی کرامت تھی۔

(باقی دارد)

رباعیات

در شان قبلہ عالم سرکار علی پوری (روحی فداہ) رحمۃ اللہ علیہ

• جناب شمس سیالکوٹی •

یہ بزم ہے نورانی، محفل ہے یہ روحانی
یاں عشق و محبت کی ہوتی ہے درس خوانی
کیا کیف ہے مستی ہے اور عالم وجدانی
ہے لطف جماعت سے رحمت کی فراوانی

اللہ کے بندوں کی یہ بزم ہے کیا پیاری
ہر سمت ہے چپ طاری گم سم ہے فضا ساری
انوار برستے ہیں رحمت کی عملداری
ہے شاہ جماعت کا کیا فیض کرم جاری

آقا کی محبت کے سارے ہیں یہ دیوانے
اس شمع ہدایت پر قربان ہیں پروانے
کھنچتے ہوئے آتے ہیں اپنے اور بیگانے
یہ راز محبت کے اے شمس تو کیا جانے

مسلسل ۔ ایڈیٹر ۔

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۙ۝ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً ۪ وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝

اے لوگو! تم عبادت کرو، اپنے رب کی جس نے تم کو پیدا کیا، اور ان لوگوں کو جو تم سے پہلے ہو چکے ہیں، تاکہ تم بچ جاؤ، اس کے عذاب سے، تمہارا رب وہ ہے جس نے تمہارے واسطے زمین کو فرش اور آسمان کو چھت بنایا، اور آسمان سے اس نے پانی اتارا، پھر اس کے سبب سے اس نے تمہارے رزق کے واسطے کئی قسم کے پھل نکالے، پس تم اللہ کے واسطے شریک نہ ٹھہراؤ، حالانکہ تم جانتے ہو۔

تفسیر:-

ابن عباس اور علقمہ کا قول ہے کہ قرآن میں جہاں، یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ آیا ہے وہاں مکہ والوں کو خطاب ہے اور جہاں یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا آیا ہے وہاں مدینہ والوں کو خطاب ہے لیکن یہاں اس آیت میں تمام بنی آدم کو جو مکلف اور بالغ ہیں خطاب ہو رہا ہے، کہ اے لوگو! تم اپنے رب کی عبادت کرو، عبادت ایسی تعظیم ہے جس میں عبادت کرنے والا اپنے آپ کو اس شخص کے آگے جس کی تعظیم اس کو مقصود ہے بہت زیادہ ذلیل و رسوا ظاہر کرتا ہے، کہ اس سے اوپر ذات کا کوئی مقام متصور ہونا ناممکن ہے۔ اس قسم کی تعظیم جس کا نام عبادت ہے ایسی ہستی کی ہونی لائق ہے جس کے احسان و انعام کی کوئی حد و غایت نہیں اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے، عبادت، محض اسی کا حق ہے، اس کے غیر کی عبادت کرنی نہ صرف حرام بلکہ کفر ہے اور اس کے ساتھ شرک کرنا ہے۔

اس آیت میں ان لوگوں کو جو ابھی تک ایمان نہیں لائے وہ اہل مکہ ہوں یا کوئی اور، جو بتوں کی یا درختوں کی یا ستاروں کی یا آگ یا جانوروں کی پرستش کرتے ہیں۔ توحید کی تعلیم دی ہے۔ کہ تم اپنے رب کو ایک وحدہٗ لاشریک جانو، اور اسی کی عبادت کرو۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ قرآن میں جہاں عبادت کا لفظ آیا ہے وہاں اس سے مراد توحید ہے

اس اعتبار سے اعبدوا کے معنیٰ یہ ہوں گے کہ تم اس کی توحید پر ایمان لاؤ۔ اور جب کوئی رب تعالیٰ کی توحید پر ایمان لاتا ہے۔ تو پھر وہ عبادت بھی اسی کی کرتا ہے اس کے غیر کی عبادت سے اُسے کوئی سروکار نہیں رہتا۔ آگے اللہ تعالیٰ نے اپنی صفات کو بیان فرما کر استحقاقِ عبودیت کو ثابت کیا ہے۔ کہ رب وہ ہے جس نے تمہیں اور ان لوگوں کو پیدا کیا جو تمہارے آباؤ اجداد سے پہلے ہو چکے ہیں۔ لعلکم تتقون ' میں عبادت کی غرض بیان کر دی ' کہ جب اس کی توحید پر ایمان لا کر صرف اسی کی عبادت کروگے تو تم اس عذاب سے نجات پا جاؤ گے ' جو اس نے آخرت میں کفار و مشرکین کے واسطے تیار کیا ہے ؛ یا اس کا مطلب یہ ہے کہ متقی وہ ہوتا ہے ' جو شرک نہ کرے ' اور جب تم شرک سے تائب ہو کر صرف رب تعالیٰ ہی کی عبادت کرو گے تو تم کو اللہ کے نزدیک قرب کا وہ مقام ارفع مل جائیگا جو متقین کے واسطے مخصوص ہے۔ اس سے آگے فرمایا، یہی نہیں کہ وہ تمہارا خالق ہے ' بلکہ اس نے تم پر یہ احسان بھی کیا ہے کہ زمین کو اس نے تمہارے واسطے فرش بنا دیا کہ تم اس پر بیٹھ سکو ' چل پھر سکو ' اور سو سکو ' اس نے اس کو ایسا نرم نہیں بنایا کہ تمہارا چلنا پھرنا ' اٹھنا ' بیٹھنا ناممکن ہو ' حالانکہ اگر وہ ایسا کرنا چاہتا تو کر بھی سکتا تھا اور آسمان کو تمہارے واسطے چھت بنایا ' اگر کوئی آدمی عالم دنیا میں تدبر و تفکر کرے تو اس کو دنیا ایک ایسے گھر کی طرح معلوم ہو جو بارونق اور ہر طرح کے ساز و سامان سے آراستہ پیراستہ ہے۔ جس کا فرش زمین اور جس کی چھت آسمان ہے ' جو متعدد ستاروں کے ساتھ جو قندیلوں کی طرح درخشاں ہیں۔ مزین ہے۔ اور جہات اربعہ مشرق ' مغرب ' شمال ' جنوب ' اس کے واسطے بمنزلہ گھر کی چار دیواروں کے ہیں۔

اور یہ گھر حضرتِ انسان کو سونپ دیا گیا اور اس کی حاجت کی تمام چیزیں اس میں پیدا کر دیں۔ اب بھی اگر انسان اس مولائے حقیقی کی عبادت نہ کرے جس نے یہ گھر اس کو سونپا ہے تو کس قدر ناشکری ہے۔

آگے فرمایا کہ اس نے آسمان یعنی بادلوں سے پانی اتارا اور اس پانی کے ساتھ اس نے تمہارے واسطے رنگا رنگ کے اور مختلف قسم کے پھل نکالے ' نکالنے والا حقیقتاً وہی ہے ' پانی کو اس نے اس کا سبب بنایا ہے ' جس طرح بچے کا پیدا کرنے والا تو وہی ہے لیکن اس کا سبب مرد کی منی ہے۔ اگر وہ چاہے تو بغیر سبب کے بھی پیدا کر سکتا ہے۔ لیکن اس نے ہم بندوں کو تعلیم دی ہے کہ یہ دنیا عالم اسباب ہے۔ اس میں ہر چیز اس کے سبب سے ہی ملے گی۔ اَنداداً ، ند کی جمع ہے ' ند کے معنیٰ مثل کے ہیں۔ فلا تجعلوا للہ انداداً کے معنیٰ یہ ہوں گے کہ تم اس کی مثل عبادت کے لائق کسی کو نہ جانو ' حالانکہ اگر اپنی عقل سے سوچو تو یہ بات تم پر بھی مخفی نہیں ہے کہ اس کی مثل کوئی نہیں ' تو جب عقل سے بھی یہ ثابت ہو گیا کہ اس کی مثل کوئی نہیں تو پھر اس کے غیر کی عبادت کیا درست ہے ؟

• بقیہ صفحہ ۲۴ •

ان کے واسطے اپنی چادر کو بچھا دیا ' اور جو اس کی حاجت تھی۔ وہ پوری فرمائی ؛ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انتقال فرمایا ' تو وہ ابوبکر اور عمرؓ کے پاس بھی آئی تو انہوں نے اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کیا جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے ساتھ کیا تھا ؛

محبت رسول ﷺ آپ کی آل اور قرابت داروں کی تعظیم میں

کتاب الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم)

اوزاعی نے کہا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلیل القدر صحابی اسامہ بن زید کی صاحبزادی ایک مرتبہ عمر بن عبد العزیز کے دربار میں اپنے ایک غلام کے ساتھ تشریف لائیں، غلام نے ان کے ہاتھ کو تھاما ہوا تھا، جب عمر بن عبد العزیز نے آپ کو آتے ہوئے دیکھا تو فوراً اٹھ کھڑے ہوئے، اور چل کر ان کے قریب پہنچے اور ان کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لیا، اس طرح کہ عمر بن عبد العزیز کے ہاتھ کپڑے میں تھے، اور پھر ان کو اپنے ساتھ لے کر آئے، یہاں تک کہ ان کو اپنی جگہ پر بٹھایا، اور خود مؤدب ہو کر ان کے سامنے بیٹھ گئے، اور ان کی جتنی حاجتیں تھیں وہ سب پوری کیں۔

اور جب عمر بن الخطاب نے اپنے بیٹے عبد اللہ کے واسطے تین ہزار وظیفہ مقرر کیا تو اسامہ بن زید کے واسطے تین ہزار پانچ سو مقرر کیا، عبد اللہ نے اپنے باپ کو کہا آپ نے اس کو میرے اوپر کیوں فضیلت دی۔ قسم ہے اللہ کی اس نے کسی شہد یعنی میدانِ جنگ میں مجھ پر سبقت حاصل نہیں کی، حضرت عمر نے جواب دیا اس لئے کہ اس کا باپ زید تیرے باپ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھا، اور اسامہ آپ کی طرف تجھ سے زیادہ پیارا تھا، پس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوبوں کو اپنے محبوبوں پر پسند کرتا ہوں۔

حضرت معاویہ کو خبر پہنچی کہ تحقیق کابس بن ربیعہ، صورت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ ہے، پس جب وہ معاویہ کے پاس گھر کے دروازے سے اندر آیا، تو معاویہ اپنے تخت پر اٹھ کر کھڑے ہو گئے، اور اس سے ملاقات کی اور اس کی آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا، اور ان کو مرغاب کے علاقہ کی جاگیر عطا کر دی، یہ سب کچھ اس لئے کیا کہ اس کی صورت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملتی جلتی تھی۔

روایت ہے کہ جعفر بن سلیمان نے حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کو اتنا مارا کہ آپ بیہوش ہو گئے، اور آپ کو بیہوشی میں ہی گھر لایا گیا، جب آپ کو افاقہ ہوا، تو آپ نے حاضرین مجلس کو فرمایا "تم گواہ رہو، میں نے اپنے مارنے والے کو معاف کر دیا ہے، اس کے بعد جب اس کی وجہ آپ سے پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا، اگر میں معاف نہ کرتا تو مرنے کے بعد مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے سے حیا مانع ہوتا کہ میری وجہ سے آپ کی آل کا ایک آدمی دوزخ میں ہے! بعض نے کہا منصور نے جعفر سے آپ کا قصاص یعنی بدلہ لیا، جب آپ نے سنا تو فرمایا اعوذ باللہ، خدا کی قسم جب اس کا چابک میرے جسم سے اٹھتا تھا تو میں اس وقت ہی اس کو معاف کر دیتا تھا، کہ اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت ہے۔

ابو بکر اور عمر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خادمہ ام ایمن کی زیارت کو جایا کرتے تھے، جب حلیمہ سعدیہ حضور علیہ الصلوٰۃ و السلام کی خدمت میں حاضر ہوئیں تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

منقبت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ

جناب شمس سیالکوٹی

آفاق میں مشہور ہے دربار علی پور
سرسبز الٰہی رہے گلزار علی پور

جس نور سے ہے مطلع انوار علی پور
ہے عکس رخ سید سرکار علی پور

مستور ہیں گو آنکھوں سے وہ دل میں ہیں موجود
ہر وقت تصور میں ہیں سرکار علی پور

آقا تیری برکت سے، تیرے فیض قدم سے
کھلتے ہیں ہر اک رنگ کے اسرار علی پور

جب سے ہوا پوشیدہ تیرا روئے منور
سونی سی ہے کیوں رونق بازار علی پور

ہو جاتے تھے گرویدہ تیری ایک نظر سے
آتے تھے جو بیگانہ و اغیار علی پور

فرقت میں تڑپتے ہیں تیرے چاہنے والے
صورت تو دکھا خواب میں سرکار علی پور

وہ ظاہر و باطن میں شفایاب ہے جاتا
آتا ہے اگر کوئی بھی بیمار علی پور

ہیں نور حسین آپ کے کیا نیر تاباں،
جن سے ہے درخشاں در دربار علی پور

سجادہ نشین تو ہیں عجب مظہر کامل
دیکھو تو نظر آتے ہیں سرکار علی پور

سب آپکے پرتو ہیں بشیر، انور و حیدر
اور نذر تو ہیں خادم سرکار علی پور

اختر کی طرح افضل و اشرف ہوئے رخشاں
اولاد تو ہے پرتو سرکار علی پور

چھوٹے کے ہیں سجادہ نشیں زینت محفل
ان سے ہی تو ہے رونق دربار علی پور

ساقی تیرا میخانہ رہے قائم و دائم
آتے اور جاتے رہیں میخوار علی پور

ہے شمس غبار رہ مولائے جماعت
اڑتا ہوا آتا ہے، یہ دربار علی پور

اللہ عزوجل نے دو سلطنتیں بنائی ہیں، ایک پر بادشاہوں نے حکومت کی ہے، دوسری پر اللہ والوں نے، روح کی دنیا پر اللہ کے پیغمبروں اور بوریہ نشین درویشوں کا قبضہ رہا ہے اور جہاں بانی کے رواج و دستور کے تحت کہ ایک سلطنت میں...... دو شریک نہیں رہ سکتے، جسمانی سلطنتوں کے حکمران روحانی سلاطین سے برسرِ پیکار رہے ہیں۔ لیکن دینی سربراہوں کو ان کی بے سروسامانی اور تہی دامنی کے باوجود ہمیشہ ہی اللہ تعالٰے نے کامیابی عطا فرمائی۔ بادشاہوں کی تاریخ ہے کہ وہ روحانی پیشواؤں کو علی العموم اپنی شہرت و عظمت کا حریف سمجھتے رہے۔ کیونکہ جب بھی ان کی رعایا روحانی جذبات کی تسکین کے لئے مذہبی پیشواؤں کی طرف کھینچتی اور جھکتی تو انہیں اپنی ایک قسم کی کمی کا احساس ہوتا پھر وہ اس کمی کے احساس کے باعث مشتعل اور خوف زدہ ہو جاتے اسی بنا پر انہیں مذہبی پیشواؤں پر مظالم کے پہاڑ توڑنے میں کبھی تامل نہ ہوتا جیسا کہ حضرت امام حسین کو شہید کرنے کی بنیادی وجہ یہی تھی کہ ان کے وجود سے یزید کو اپنی عظمت میں ایک قسم کی کمی محسوس ہوتی تھی وہ سوچتا تھا کہ جسموں پر میری حکمرانی ہے اور روحوں پر حسین کی، اس طرح ایک سلطنت میں دو شریک ہو گئے ہیں۔ دنیاوی دستور کے مطابق ایک سلطنت میں دو شریک نہیں رہ سکتے، اولیاء اللہ کی روحانی سلطنت کی بنا پر بادشاہوں کی تاریخ اس رجحان سے معمور ہے کہ تاجداری و عظمتوں کے ساتھ ساتھ مذہبی دنیا میں بھی تقدس حاصل ہو۔ اسی رجحان نے مغل شہنشاہ اکبر کے دل میں یہ خواہش پیدا کر دی، کہ ہندوستان کے تمام لوگوں کی روحوں پر بھی اس کی حکمرانی ہو، چنانچہ اس خواہش کو عملی جامہ پہنانے کے لئے خود ساختہ مذہب ایجاد کیا جس کا نام "دینِ الٰہی" رکھا، در حقیقت اسلام کے بنیادی عقائد کے خلاف تھا، اس وقت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے آنکھ کھولی اور آپ کو یہ محسوس کر کے دلی قلق ہوا کہ اسلام کو ارادتاً ختم کیا جا رہا ہے چنانچہ آپ نے احیائے دین کی تحریک شروع کر دی، جس کا مقصد یہ تھا کہ کتاب و سنت کی طرف لوٹ آؤ۔ اس تحریک کا اثر نہ صرف آپکے دور یعنی سولھویں صدی پر پڑا بلکہ سترھویں، اٹھارھویں، انیسویں اور بیسویں صدیوں پر پڑا، اور حضرت خواجہ باقی باللہ رح، حضرت خواجہ کلیم اللہ رح، حضرت ولی اللہ رح، حضرت شاہ عبد العزیز رح

حضرت شاہ عبدالحی رحمہ ... اور بہت سی شخصیتوں پر
پڑا، اور انہوں نے مذہبی، تعلیمی، سیاسی، معاشی تحریکوں
میں مسلمانوں کی رہنمائی کی۔ اب قدرت خود ہی انتظام
کرنے کے درپے تھی اور خدائی انتظام ہونے لگا۔ کہ
سرہند میں حضرت شیخ عبدالاحد رحمہ کے گھر ۲۶ جون ۱۵۶۳ء
کو وہ دُرِ نایاب پیدا کیا کہ جس کی آب و تاب شمعِ باطل
کی اس روشنی پر ہمیشہ کے لئے آگئی۔ چنانچہ یقین ہوگیا
کہ گیارھویں صدی میں اسلام کے جس مجدد کی آمد کے بارہ
میں دو حدیثیں روایت کی جاتی ہیں، وہ آپ ہی کی ذاتِ
والا صفات ہے۔ اسی اثنا میں جب اکبر کا انتقال ہوگیا
اور جہانگیر تخت نشین ہوگیا، تو حضرت شیخ نے عوام کو
دعوت دی کہ وہ تمام غیر شرعی احکام کی پابندی نہ کریں
اس مہم سے شاہی فوجوں کے افراد بھی متاثر ہوئے
جس کی بنا پر جہانگیر نے مورخین کے بقول نورجہاں بیگم
آصف الدولہ کے مشورہ سے حضرت مجدد رحمہ کو گوالیار
کے قلعہ میں قید کر دیا، لیکن بادشاہ کے اس اقدام سے ملک
کے طول و عرض میں غصہ کی لہر دوڑ گئی، اور آپ کے مرید جہانگیر
کے خلاف بغاوت پر تل گئے لیکن ایک سال ہی میں جہانگیر
کو اپنے اس فعل پر سخت ندامت ہوئی۔ اور اس نے
حضرت شیخ رحمہ کی ان شرائط کو مانتے ہوئے رہا کر دیا، اول
شہنشاہ سجدہ تعظیمی منسوخ کر دیگا۔ وہ مساجد جو
شہید کر دی گئی تھیں، دوبارہ تعمیر کیجاویں گی، تمام
بدعات ترک کر دی جاویں گی۔ اور قانونِ شریعت نافذ
کیا جاویگا۔ اس کے بعد حضرت شیخ اور جہانگیر کے
درمیان گہرے تعلقات پیدا ہو گئے، اور حضرت شیخ کی
بے حد تکریم کرنے لگا۔ اور ہمیشہ حضرت شیخ کے مشوروں
پر عمل کرتا رہا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ

"میں آخرت میں بخشش کا امیدوار
اس سبب سے ہوں کہ میرے شیخ رحمہ
فرماتے ہیں کہ وہ اس وقت تک داخل
بہشت نہ ہونگے جب تک کہ میں ان
کے ہمراہ نہ ہوں" یہ ہے شانِ بوریہ
نشین درویشوں کی

●

بقیہ صفحہ ۲۸

ایک خاص کام کے لئے آیا ہے، اور وہی ایک مقصد ہے
اگر وہ اسے نہ بھولا تو گویا وہ کچھ بھی نہیں بھولا۔

"ہم نے یہ خاص امانت، آسمانوں اور
زمین اور پہاڑوں کو پیش کی تو انہوں نے
اسے اٹھانے سے انکار کر دیا، اور اس سے
خوف کھایا، اور انسان نے اسے اٹھالیا"

دیکھیے کہ آسمان سے کئی ایسے کام ہوتے ہیں، جن سے
عقل دنگ رہ جاتی ہے، پتھروں کو لعل اور یاقوت بنا
دیتا ہے۔ پہاڑوں میں سونے اور چاندی کی کانیں بناتا
ہے۔ اور زمین کی نباتات کو جوش میں لاتا ہے اور زندہ
کرتا ہے۔ اور اسے بہشت اور عدن بنا دیتا ہے۔ زمین
بھی دانوں کو قبول کرتی ہے، اور پھل دیتی ہے، عیبوں
کو چھپاتی ہے اور صدہا عجائبات ایسے پیدا کرتی ہے
کہ ان کی شرح نہیں ہو سکتی، اسی طرح پہاڑ بھی
گوناگوں معدنیات پیدا کرتے ہیں، یہ سبھی کچھ کرتے ہیں لیکن ان
سے کام نہیں ہوا اور وہ کام انسان نے کر لیا۔

چنانچہ خطاب باری تعالیٰ ہوا:

"ہم نے انسان کو زندگی دی، پس انسان نے وہ کام کر دکھایا

زندگی کے مسائل ملفوظاتِ رومیؒ کی روشنی میں

پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب علی پوری

حضرت مولانا رومؒ علیہ الرحمۃ سے آپ کے مخلص مرید امیر پروانہ نے بادشاہوں کی ہم نشینی و مجلس کے متعلق سوال کیا، تو آپ نے جواباً ارشاد فرمایا کہ:

"بادشاہوں کی ہم نشینی اس وجہ سے موجبِ خطرہ نہیں کہ اس میں سر جاتا رہتا ہے۔ کیونکہ سر تو بہرحال مٹنے والی چیز ہے، آج نہ گیا، کل جائے گا، البتہ خطرہ اس وجہ سے ہے کہ بادشاہ اپنے اختیارات و طاقت کے احساس سے ہی نفس ہوتے ہیں؛ بالکل اژدہا کی طرح! جو شخص ان سے دوستی کا دعویٰ کرلے اور ان کا مال قبول کرلے، اس کے لئے ضروری ہوجاتا ہے کہ ہر بات ان کی مرضی کے مطابق کہے، وہ ان کی بُری رائے کی طرف دل کو مائل کرتا اسے قبول کرتا ہے۔ وہ اس کے خلاف کچھ کہہ نہیں سکتا، لہٰذا سخت خطرہ ہے کیونکہ اس سے دین کو نقصان پہنچتا ہے اور ان کے ساتھ مشغول رہے گا تو دوسری جہت جو اصل ہے تجھ سے بیگانہ رہیگی۔ جب تک تو اس راستہ پر رہے گا، تیرا محبوبِ حقیقی، تجھ سے روگرداں رہیگا اور جب تک تو دنیا سے صلح کئے رہے گا، تیرا محبوب تجھ سے بعید برہم رہے گا۔ جو شخص کسی ظالم کی مدد کرتا ہے خدا اسی ظالم کو اس پر مسلط کر دیتا ہے۔ دُنیا کے متعلق اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:-

"انسان کو مرغوب چیزوں مثلاً بیویوں، بیٹوں، سونے اور چاندی کے ڈھیروں، پلے ہوئے گھوڑوں، مویشیوں اور کھیتوں کی محبت خوشنما بنا کر دکھائی گئی ہے، یہ سب کچھ دنیا کا عارضی سامان ہے۔" (آل عمران ع ۲)

اور دوسری جگہ ہے:

"یہ جھوٹا سونا ہے، جسے ملمع سے سنہری کرکے انسان کے بہلانے کو زینت دے دی گئی ہے۔"

سوال کیا کہ خدا تک پہنچنے کے لئے نماز سے قریب تر کوئی راستہ ہے؟

فرمایا صرف نماز ہی ہے۔ لیکن نماز صرف اس ظاہرا صورت میں نہیں ہے۔ اس کی یہ ظاہرہ صورت نماز کا قالب ہے، کیوں کہ شہادت صرف یہ نہیں ہے کہ صرف زبان سے ادا ہو، بلکہ قلب و رُوح بھی، اس شہادت میں شامل ہوں، اور یہی روحِ نماز ہے۔

ایک شخص نے کہا کہ میں یہاں ایک چیز بھول گیا ہوں، فرمایا کہ دنیا میں صرف ایک چیز ایسی ہے جسے کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے اور یہ ایک چیز یاد رہے تو کوئی ڈر نہیں، اور اگر تو باقی سب چیزوں کو خاطر میں لائے اور یاد رکھے اور اس ایک چیز کو فراموش کرتے تو تو نے کچھ بھی نہیں کیا، یہ ایسا ہی ہے کہ ایک بادشاہ نے تجھے ایک خاص کام کے لئے کسی گاؤں بھیجا، تو گیا اور تجھے راستہ میں سو کام بھول گئے، مگر وہ کام جس کے لئے بادشاہ نے تجھے بھیجا تھا، وہ تجھے نہ بھولا، تو یوں سمجھ کہ تو نے کوئی بھی کام فراموش نہیں کیا، پس انسان اس دنیا میں

حضرت مولانا مہر محمد خاں صاحب ہمدم چھانگا مانگا ضلع لاہور

شرح صدر

حلیمہ سعدیہ کی گود میں پروان چڑھتے تھے ۔ کوئی گر سال میں بڑھتا تو یہ اک ماہ میں بڑھتے تھے
غرض تھوڑے دنوں میں اس قدر نشو ونما پائی ۔ گلی کوچوں میں فرمانے لگے خود جلوہ آرائی
حلیمہ سعدیہ کے دو پسر ریوڑ چراتے ہیں ۔ شہ والا بھی اک دن سیر کو ہمراہ جاتے ہیں
کہ حیوانات سارے آپ کی تعظیم کرتے ہیں ۔ سبھی سنگ و شجر دیوار و در تکریم کرتے ہیں

حضرت جبریل کی آمد

پھر اک وادی میں جبرائیل و میکائیل آتے ہیں ۔ بصد آداب وہ سرکار والا کو لٹاتے ہیں
جناب رحمتِ عالم کا شرح صدر فرمایا ۔ نکالا منجمد سب خون سینہ خوب دھلوایا
نکالا سینۂ اقدس سے سب امعاء کو اس دم ۔ انہیں دھویا پھر آب برف سے اور رکھ دیا باہم
بھرا پھر سینۂ اقدس کو انوارِ الٰہی سے ۔ فیوضات و تجلیات و اسرارِ الٰہی سے

پسران حلیمہ سعدیہ کا تجسس

یہ دونوں دیکھتے ہی ماجرا گھر کی طرف بھاگے ۔ بیاں کرنے لگے جا کر حلیمہ سعدیہ آگے
حلیمہ اور حارث سنتے ہی فوراً چلے آئے ۔ بخیر و عافیت سرکار اس وادی میں آ پائے
اسی وادی میں آئے جس جگہ تھے سرورِ عالم ۔ سنایا اپنے آنے کا یہاں پر قصۂ پُر غم
ز اول تا بآخر ماجرا حضرت نے دہرایا ۔ کہ اس رازِ الٰہی سے انہیں آگاہ فرمایا

سوال

مخالف کہہ رہا ہے جھوٹ شرح صدر فرمایا ۔ بدستِ حضرت جبریل سینہ چاک کروایا
کسی کا پیشتر حق نے نہ شرح صدر فرمایا ۔ کہ اس طرح نہیں تھا، رب نے سینہ چاک کروایا

جواب

مخالف کیا بھلا قرآن کے اخبار کو جانے ۔ وہ کیا اللہ کے محبوب کے اسرار کو جانے

خدا نے اس لئے حضرت کا شرحِ صدر فرمایا
نکالا منجمد سب خون سینہ خوب دھلوایا
غمِ امّت جو دل میں منجمد تھا سب نکلوایا
حبیبِ محترم مغموم ہے حق کو نہیں بھایا

مراجعت

حلیمہ اور حارث سنتے ہی فوراً ہوئے حیراں
نظر آتا ہے یہ واللہ شہزادہ بہت ذی شاں
ملائک کا اترنا اور شرحِ صدر فرمانا
پھر اس پر صبر کرنا چیخنا رونا نہ چلاّنا
ہمارے حال پر اللہ نے انعام فرمائے
جنابِ آمنہ کے لال جو تشریف ہیں لائے
ہماری خوش نصیبی ہے مقدر ہو گئے یاور
ہمارے پاس جو تشریف لائے سیّد و سرور
شبہ والا کو لے کے ہیں حلیمہ سعدیہ لائی
امانت آمنہ کی آمنہ کے گھر میں پہنچائی
بصد آداب دایا نے کہا اے آمنہ مائی
یہ وہ محبوب ہے جس کی خدائی سب ہے شیدائی
رخِ انور کو چوما آپ کو سینے سے چمٹایا
حلیمہ پر جو ان سے ہو سکا انعام فرمایا
بصد آداب رخصت ہو گئی پھر ان سے وہ مائی
ملا تھا اس کو جو سامان اپنے گھر میں وہ لائی

آنحضرت کا سفرِ بطحا،

جنابِ آمنہ پھر آپ کو بطحا چلی لے کر،
عزیزوں سے مل آؤں دیکھ آؤں مدفنِ شوہر
کنیزِ خاص اُمِّ ایمن بھی تھی ان کے ساتھ خوش اختر
چلے ہیں مختصر سا قافلہ لے ساقیٔ کوثر،
منازل قطع کرتے جا رہے ہیں قافلے والے
صعوبت جھیلتے ہیں پڑ گئے ہیں پاؤں میں چھالے
کبھی پیدل، کبھی آغوش میں وہ عزّ و شاں والے
زمین و آسماں والے مکان و لا مکاں والے
ہوا جا کر یہ حاضر قافلہ جب قبرِ انور پر
جنابِ آمنہ روتی تھیں یہ شوہر سے کہہ کہہ کر
تو لیٹا قبر میں ہے اور تجھے یہ ملنے آیا ہے
یہی وہ کملی والا ہے جہاں پر جس کا سایہ ہے
تو کیسے سو رہا ہے نیند گہری اے مرے شوہر
ترا دُرِّ یتیم آ کر کھڑا بالیں کے اوپر !
یہ وہ ہے جس کا روح الامیں جھولا جھلاتا ہے
یتیموں اور مسکینوں غریبوں کا یہ داتا ہے !
جنابِ آمنہ پھر قبرِ انور سے ہوئی رخصت
رہی بطحا میں یہ ہمراہ حضرت کے بصد فرحت

جدھر جاتے اُدھر خوش آمدی کی نغمہ خیزی تھی
کہ سب سنگ و شجر، دیوار و در پر نور بیزی تھی

ادب

مولانا الحاج سراج الملت
حافظ، پیر، سید،
محمد حسین شاہ صاحب
سجادہ نشین، مدظلہ العالی،
علی پوری •

گذشتہ سے پیوستہ

...... کیونکہ وہاں تو مہار اختیار کی نفس آمارہ کے ہاتھ تھی اور اس کو کیا ضرورت اور اس کو کیا ضرورت تھی کہ خواہ مخواہ اپنی خاص صفت تعلّی کو چھوڑ ذلّت اختیار کرے یہ تو انہیں کا کام تھا جنہوں نے پہلے پہل نفس پر ایک ایسا حملہ کیا کہ لازماً اختیار کو اس سے چھین کر اس کی اصلاح کے درپے ہوئے اور ماشاءاللہ خوب ہی اصلاح کی یا تو وہ تھا کہ نبیؐ کے مقابلہ میں اس کو ذلّت ناگوار معلوم ہوتی تھی یا یہ حالت ہوئی کہ اپنی ہمجنس کے ادنیٰ اعلیٰ کے مقابلہ میں ہمسری کا دعویٰ نہیں چنانچہ خداوند عالم ان کی صفت میں اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ فرماتا ہے ؛ جب صحابہ کی عموماً مومنین کے ساتھ یہ حالت ہوئی، تو خیال کرنا چاہیئے کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ ان کا کس قسم کا تعلق ہوگا، ایک بات تو ابھی معلوم ہوئی کہ سب صحابہ حضرت کو سجدہ کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے، اور کسی کو عقلِ سلیم اور فہمِ مستقیم حاصل ہو، تو سمجھ سکتا ہے کہ کسقدر عظمت محبوب خدا کی صحابہ کے دلوں میں سمائی ہوئی تھی، جس نے اس کمال تذلّل کو جو سجدہ کرنے میں حاصل ہوتا ہے آسان کر دیا تھا، اب غور کرنا چاہیئے کہ اسقدر عظمت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صحابہؓ کے دلوں میں کیونکر متمکن ہوئی، حالانکہ خود حضرت نے بموجب فرمانِ خداوندی قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ فرما دیا تھا وجہ اس کی یہ معلوم ہوتی ہے کہ ان حضرات نے جب دیکھا کہ تعامہ کی نظر اس آیت شریفہ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَاءُ مِنْ عِبَادِهٖ کے مضمون کی طرف بالکل نہیں اور صرف دعویٰ ہمسری میں خراب ہوئے جاتے ہیں اس لئے برعکس ان کے مضمون آیت کو اپنا پیش رو مقرر کیا اور اس میں اس قدر محویت حاصل کی کہ گویا اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ سُنا ہی نہیں اسی وجہ سے انہوں نے سجدہ پر آمادگی ظاہر کی اور حضرت کو دوبارہ بشریت کا مضمون سُنانے کی ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ فرمایا کہ بشر کو بشر کا سجدہ کرنا موزون نہیں۔

اس قسم کی عظمت حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلّم کی جیسی کہ صحابہ کے دلوں میں تھی ایک مدّت تک مسلمانوں کے دلوں میں رہی، مگر افسوس ہے کہ چند روز سے پھر وہی مساوات کا خیال آخری زمانہ کے بعض مسلمانوں کے سر و دل میں سمایا، اور گویا یہ فکر شروع ہوئی کہ وہ سب باتیں تازہ ہو جائیں کبھی، اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ میں خوض ہوتا ہے کبھی یہیں سُنایا جاتا ہے کہ ہم لوگوں کو حضرت نے بھائی کہا ہے اس لئے حضرت بڑے بھائی ہیں۔ اب اس خیال نے یہاں تک پہنچا دیا، کہ وہ آیات و احادیث منتخب کیجاتی ہیں جس سے ان کے زعم میں منقصت شان ہوا، وہ احادیث کہ آنحضرت نے براہِ تواضع فرمائی ہیں؛ وہ کسرِ شان کے باب میں شائع کی جاتی ہیں۔ ہم نے مانا کہ اس مسئلہ میں عقلاً اور نقلاً زور لگایا جاویگا، لیکن یہ دیکھنا چاہیئے کہ اس کی انتہا کہاں ہوگی آخر قائلین بھی اسلام کے مدعی اور حضرت کی امت ہونے کا

فخر کرتے ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کو اس سے تو
ہرگز کم نہ بیان کریں گے، جس قدر کہ کفار سمجھتے تھے یعنی بَشَرٌ
مِثْلُنَا معلوم نہیں اس جدّوجہد کا کیا نتیجہ ہوگا۔ اتنی بات تو
کفار سے دریافت کرنے سے معلوم ہو سکتی ہے۔ اس میں نہ
قرآن کی ضرورت اور نہ حدیث کی کہ آپ بشر ہیں اور مخلوق ہیں
اور حق تعالیٰ خالق اور قدیم، الغرض ہم جو حضرت صلی اللہ علیہ و
سلم کی عظمت میں مبالغہ کرتے ہیں تو اس سے مبالغہ کی وہ حد
ہوگی، جو صحابہ کی حُسنِ عقیدت تھی؛ کہ حضرت کو قریب مرتبہ
مسجودیت کے سمجھا جاویگا، "بعد از خدا بزرگ توئی قصہ
مختصر" ہمارے ہی عقیدے کا بیان ہے۔ اب ہم سے یہ
نہیں ہو سکتا کہ جس راہ کو صحابہ کرام مدت العمر طے کئے
جس منزل پر عمر بھر سر نگائے رہے جہاں سے انہیں فتحیاب
ہوا۔ اس مقام کو چھوڑ دیویں۔ اور اس میں رجعت قہقری
کرکے وہ راستہ چلیں جو کفار کی حد اعتقاد اِنْ اَنْتُمْ
اِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا کو لے چلے ؎

ترسم نرسی بکعبہ اے اعرابی
کیں رہ کہ تو میروی بترکستان است

اسی طرح کسی نے وہ حدیث پڑھی جس میں آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے متاخرین کو اپنا بھائی فرمایا ہے۔ اب یہاں ایک
تو وہ شخص ہوگا کہ مارے شرم کے سر نہ اٹھا سکے گا۔ کیونکہ
اگر کوئی اچھی طرح آنکھیں کھول کر اپنی حالت دیکھے گا تو معلوم
کرلے گا کس قدر آلودہ عصیاں ہے۔ اور حضرت کے ساتھ
نسبت اخوت قائم کرتے ہوئے اُسے کسقدر شرم آویگی
غرض بھائی سمجھنا تو کہاں ایسے خیالات کبھی تو نسبت غلامی
سے بھی خجالت پیدا کئے دیتے ہیں۔ چنانچہ کسی صوفی نے
کہا ہے

نسبت خود بسگت کردم و بس منفعلم

منشاء اس کا اگر دیکھئے تو صرف یہی ہے کہ نقشہ اپنے سارے
اعمال کا آنکھوں کے سامنے کھینچا گیا ہے جس سے ندامت کے
پورے پورے آثار دل میں ظاہر ہیں۔ اس کا لطف وہی لوگ
جانتے ہیں جن کو بارگاہِ نبوی کے ساتھ خاص قسم کی نسبت ہے
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، کہ میں نے ایک بار آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے عمرہ ادا کرنے کے لئے اجازت چاہی،
حضور نے اجازت دے کر فرمایا:

"اے بھائی اپنی دعا میں ہمیں نہ بھول جیو"

وہ کہتے ہیں، اسی ارشاد نے مجھ میں اس قدر اثر کیا، کہ اگر تمام
روئے زمین میری ملک ہو جاوے تو ان الفاظ کے مقابلہ میں
میرے نزدیک وہ کچھ چیز نہیں ہیں۔

کما فی کنز العمال عن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ
قال استاذنت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی العمرۃ فاذن
لی قال لا تنسنا اخی دعائک او قال اشرکنا یا اخی فی دعائک
کلمۃ ما احب ان لی بہا ما طلعت علیہ الشمس،

بظاہر حضرت کا یہ ارشاد کوئی ایسی بڑی بات نہیں
صرف دعا کرنے کو فرمایا تھا مگر اس کی وقعت کا اندازہ حضرت
عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دل سے پوچھئے کہ تمام روئے زمین کی
سلطنت ایک طرف تھی اور اس مختصر سے کلمہ کی شان دلربائی
ایک طرف، غرض کہ اس حدیث مذکورہ بالا کو سنکر ایک شخص
کے دل کی وہ حالت ہوگئی جو خارج از بیان ہے۔ اور ایک شخص
وہ ہوگا کہ اس حدیث شریف سے یہ بات نکالے گا کہ اخوۃ
امر اضافی ہے۔ تقدم و تاخر زمانہ کے اعتبار سے اگر فرق ہے
تو بڑے چھوٹے کا ہے۔ یعنی حضرت بڑے بھائی ہوئے اور
ہم چھوٹے، نعوذ باللہ من ذالک، ایسے شخص کو اس حدیث شریف
سے اس قدر حصہ ملا کہ سر میں ہمسری سمائی اور یہ خیال بڑھتا
گیا، یہاں تک کہ رفتہ رفتہ اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِثْلُنَا تک پہنچا دیا۔

اب یہ شخص اس دین میں ہوگا کہ جس اعتقاد تک خود
پہنچا ہے۔ اوروں کو بھی وہاں پہنچائے، شاید اسکے خیال میں
یہ کبھی نہ آیا ہوگا، کہ ہم کہاں اور شانِ رحمۃ للعالمین، اور
افضل المرسلین کہاں۔

"چہ نسبت خاک را با عالم پاک"

اکثر اکابر و سلاطین خادموں اور غلاموں کو بھی کہہ دیا
کرتے ہیں بلکہ خود حدیث میں وارد ہے، کہ تمہارے غلام،
تمہارے بھائی ہیں۔ اگر بادشاہ اور آقا کے کہنے سے
یا اس حدیث سے خدام اور غلام بادشاہ اور آقا کو بھائی
کہنے لگیں، تو ظاہر ہے کہ نہایت بے ادب اور احمق سمجھے
جاویں گے۔ جن لوگوں کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ مساوات کا خبط ہے ان کی تردید میں علامہ ابن القیم
نے جو زاد المعاد میں تقریر کی ہے قابل دید ہے۔ اختصاراً
اس کا ماحصل پیش کرتا ہوں۔ تاکہ مضمون لمبا نہ ہو جائے
لکھتے ہیں کہ بعضوں کی رائے ہے کہ مکان بیت الحرام مساوی
تمام مکانات، اور حجر اسود تمام پتھروں کے مساوی ہے۔
اور ذات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوروں کے مساوی
اور تفضیل باعتبار ان امور کے ہے جو ذات سے خارج ہیں
اگرچہ متکلمین نے اس کو شریعت کی طرف منسوب کر دیا ہے
لیکن شریعت اس سے بالکل بری ہے، ان کے پاس کوئی
دلیل نہیں سوائے اس کے کہ ایک امر عام میں سب ذاتیں
شریک ہیں۔ مگر اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ حقائق سب کے
مساوی ہیں، کیونکہ بہت سی چیزیں ایک امر عام
میں شریک ہیں۔ باوجود اس کے (باقی دارد)

اظہار تأسف

بعض ان یارانِ طریقت پر بے حد
افسوس ہے جنہوں نے عرس شریف
کے موقع پر رسالہ وی پی کر کے بھیجنے
کا ارشاد فرمایا۔ لیکن جب ہم نے
ان کے ارشاد کی تعمیل کرتے ہوئے ان
کی خدمت میں رسالہ وی پی کیا، تو
وی۔ پی واپس آ گیا۔ جاننا چاہیئے کہ اگر
وی۔ پی وصول نہ ہو تو وقت ضائع
ہونے کے علاوہ ہر وی پی پر آٹھ
آنہ کا ادارہ کو نقصان ہوتا ہے۔

بعض بزرگ حضرات فرما دیتے ہیں
کہ فلاں فلاں کو رسالہ وی پی کر کے
بھیج دو، وہ ضرور وی پی وصول
کریں گے لیکن افسوس کہ ان میں
بھی اکثر ایسے ہوتے ہیں کہ وہ وی پی
واپس کر کے ادارہ کو نقصان پہنچاتے
ہیں۔

اب سوائے اس کے کیا ہو سکتا ہے کہ
یوں کہہ کر خاموش ہو رہیں، ؎

من از بیگانگاں ہرگز ننالم
بمن ہرچہ کرد آں آشنا کرد

جمعہ کی فرضیت کتاب اللہ و سنتِ رسول اللہ و اجماعِ امت اور ایک قسم کے قیاس سے ثابت ہے۔ (عینی و شرحِ بخاری) وغیرہ اگرچہ سورہ جمعہ مدینہ منورہ میں نازل ہوئی اور اظہار فرضیت جمعہ عام طور پر وہاں ہوا مگر دراصل جمعہ مکہ معظمہ میں ہی فرض ہو چکا تھا۔ اور چونکہ وہاں پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو شوکت و حکومت بوجہ غلبہ کفار حاصل نہ تھی، اس لیے اس شعارِ اسلامی کو جس کا علانیہ ادا کرنا ضروری تھا علانیہ ادا نہ کر سکے، ورنہ اگر اور نمازوں کی طرح یہ بھی خفیہ ادا ہو سکتا تو اس کو بھی ادا کر لیتے، اب اس کا باوجود فرض ہونے کے مکہ معظمہ میں ادا نہ کرنا اس امر کی بین دلیل ہے کہ جمعہ کے ادا کرنے کے لیے حکومت اسلامیہ و شوکتِ سلطانیہ کا ہونا ضروری ہے (دار قطنی وغیرہ)

جمعہ کی فرضیت بالاجماع مطلقاً نہیں بلکہ مقید بالشرائط ہے کہ بعض اس کے وجوب کے لئے اور بعض اس کے ادا کے لئے ہیں۔ وہ شرائط عند الحنفیہ بارہ ہیں جن کو بعض علماء نے عربی زبان میں یوں نظم کیا ہے جیسا کہ ردالمحتار معروف بہ شامی میں ہے ؎

وَحُرٌّ صَحِيحٌ بِالْبُلُوغِ مُذَكَّرٌ
مُقِيمٌ وَذُو عَقْلٍ لِشَرْطِ وُجُوبِهَا
وَمِصْرٌ وَسُلْطَانٌ وَوَقْتٌ وَخُطْبَةٌ
وَاِذْنٌ كَذَا جَمْعٌ لِشَرْطِ اَدَائِهَا

اور فارسی میں بعض نے یوں نظم کیا ہے ؎

شرطِ وجوب عقل و اقامت بلوغ دال
بیعذر جسمی است مردی و آزادی بعد ازاں
سلطان و وقت و خطبہ جماعت ہم اذن و شہر
یا دش بپے ادا کن و بگذار رایگاں،

یعنی شرائط جمعہ بارہ ہیں چھ تو اس کے وجوب کے لئے ہیں یعنی بغیر اس کے جمعہ فرض نہیں، اول حر (آزاد) ہونا غلام پر فرض نہیں (۲) تندرست ہونا بیمار وغیرہ معذورین پر فرض نہیں (۳) بالغ ہونا، لڑکے پر فرض نہیں (۴) مرد ہونا عورت پر فرض نہیں (۵) مقیم ہونا مسافر پر فرض نہیں۔ (۶) عقلمند ہونا دیوانہ پر فرض نہیں۔ اور چھ شرطیں اس کے ادا کے لئے ہیں۔ یعنی بغیر ان کے جمعہ ادا نہیں ہوتا، بلکہ اس وقت ظہر ہی ادا کرنا چاہیئے۔ ورنہ ظہر ذمہ سے ساقط نہ ہوگی وہ شرائط یہ ہیں، اول شہر کا نہ ہونا، گاؤں میں ادا ہی نہیں ہوتا۔ دوم سلطان یا اس کے نائب کا ہونا۔ سوم وقت ظہر چہارم خطبہ، پنجم اذن عام ششم جماعت، کہ ان شرائط کے نہ ہونے کی تقدیر پر جمعہ کا ترک اور ظہر کا پڑھنا واجب ہے، ہاں شرائط وجوب کے نہ ہونے کی تقدیر پر اگر جمعہ پڑھا جائے مثلاً غلام یا مسافر یا عورت یا بیمار وغیرہ جمعہ پڑھ لیں تو ان

کا جمعہ ادا ہو جائے گا۔ اور بشرطِ وجودِ جمیع شرائط باقیہ اس کو ظہر پڑھنے کی ضرورت نہ ہو گی۔ جیسا کہ کتب فقہ میں مذکور ہے ان میں چار تو بلا اختلاف فریقین مسلّم ہیں۔ ہاں ان میں دو شرطیں معرکۃ الآرا ہیں، اوّل مصر اس کی تعریف میں علماء (ائمہ) کا اختلاف ہے۔ مذہب امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے کہ جمعہ سوائے مصر جامع یا مصلی مصر کے صحیح نہیں، اور دیہات میں جائز نہیں منیٰ میں جب جائز ہے کہ حاجیوں کا کوئی امیر ہو یا خلیفہ مسافر ہو، امام محمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ منیٰ میں جمعہ صحیح نہیں اور، عرفات میں تو سب کے نزدیک صحیح نہیں، ابوبکر رازی اپنی کتاب احکام میں لکھتے ہیں کہ تمام شہروں کے فقہا اس پر متفق ہیں کہ جمعہ خاص مکان کے ساتھ مختص ہے اور اس کے سوا جائز نہیں کیونکہ وہ سب اس پر متفق ہیں کہ جنگلوں اور اعراب کے چشموں پر جمعہ پڑھنا جائز نہیں، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں لَاجُمُعَۃَ وَلَا تَشْرِیْقَ اِلَّا فِیْ مِصْرٍ جَامِعٍ، (عبد الرزاق و مصنف ابن ابی شیبہ) یعنی جمعہ اور عید سوائے شہر جامع کے جائز نہیں عینی شرح بخاری ج ۳ ص ۲۶۴، مرقاۃ ج ۲ مصری ص ۲۷۳ اور فتح القدیر میں ہے کَفٰی بِقَوْلِ عَلِیٍّ قُدْوَۃً وَّاِمَامًا یعنی حضرت علی جیسے پیشوا اور امام کا قول کافی ہے اور اصول کا قاعدہ ہے کہ صحابی کا وہ قول جس میں اجتہاد کو دخل نہ ہو حکماً مرفوع ہوتا ہے، حضرت علی نے یہ بات اپنے اجتہاد سے نہیں کہی بلکہ حضور سے سُن کر ہی فرمائی ہو گی، ایسا ہی فتح الباری ج ۲ ص ۳۱۶ میں حضرت حذیفہ سے منقول ہے اور کبیری میں حضرت علی حذیفہ و معاذ و سراقہ عطا حسن بن حسن نخعی مجاہد ابن سیرین سفیان ثوری سحنون رضی اللہ عنہم گویا چار صحابی اور سات تابعین کا اس حدیث پر عمل پایا گیا ہے۔ خرید و فروخت شہروں بازاروں میں ہوتی ہے صحابہ کرام نے جب شہر فتح کئے تو انہوں نے شہروں کے

سوا دیہات میں منبر قائم نہیں کئے تھے جیسا کہ فتح القدیر میں محقق ابن ہمام نے ذکر کیا ہے (بوقت ہجرت) سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم قبا میں بروز دوشنبہ پہنچے اور وہاں چار یا دس یا چودہ یا بائیس دن قبیلہ بنی عوف میں نزول اجلال فرمایا اور وہاں مسجد کی بنا ڈالی مگر کسی روایت سے یہ ثابت نہیں ہوا کہ آپ نے وہاں جمعہ ادا فرمایا ہو، یہ جگہ مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر ہے ہاں آپ نے اہل قبا کے لئے حکم دیا کہ تم مدینہ میں آ کر جمعہ پڑھا کرو (ترمذی) اس سے معلوم ہوا کہ وہاں پر ان کے لئے جمعہ فرض نہیں تھا۔ اور جب آپ وہاں سے روانہ ہوئے تو بنی سالم کے محلہ میں جو کہ مدینہ اور قبا کے درمیان ایک بستی ہے، پہلا جمعہ ادا فرمایا (زاد المعاد جلد اوّل ص ۱۱) یہ پہلا جمعہ تھا جو کہ آپ نے مدینہ میں پڑھا تھا، اور یہ جمعہ آپ کی مسجد بننے سے پہلے پڑھا گیا تھا، اور یہاں آپ کا جمعہ پڑھنا اس لئے ہوا کہ یہ مدینہ کے محلوں میں سے ایک محلہ ہے یا فنائے مدینہ میں داخل ہے، مصر کی صحیح تعریف وہ ہے جس کو صاحب ہدایہ نے اختیار کیا ہے کہ شہر وہ ہے جس کے لئے امیر اور قاضی ہو، احکام جاری کرتا ہو، حدود قائم کرتا ہو، تحفۃ الفقہاء میں، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے تصریح کی گئی ہے کہ مصر وہ بڑا شہر ہے جس میں کوچے و بازار ہوں، اور اس کی بستیاں ہوں۔ اس میں وہ حاکم ہو جو کہ اپنے زور علم سے یا غیر کے علم سے مظلوم کا انتقام ظالم سے لے سکے اور اس کی قدرت رکھتا ہو، لوگ اس کی طرف حوادث میں رجوع کریں۔ یہی تعریف زیادہ صحیح ہے۔ قاضی خاں کہتے ہیں کہ اسی تعریف پر اعتبار ہے جو کہ امام ابوحنیفہ سے منقول ہے کہ جو مقام ایسا ہو کہ جس کی آبادی منیٰ کے برابر ہو اور اس میں مفتی و قاضی ہو جو کہ حدود قائم کرے، اور احکام جاری کرے۔ وہ

مصر جامع ہے اور مرغینانی میں ہے کہ یہ ظاہر الروایۃ ہے اور یہ تعریف بھی صاحب تحفہ کی تعریف کے قریب ہے اور صاحب ہدایہ کی بھی اسی کے قریب ہے۔

دوسری معرکۃ الآراء شرط جمعہ سلطان مسلم یا اس کا نائب ہے اس کے بغیر جمعہ ادا نہیں ہو سکتا۔ ابن ماجہ میں ہے: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو خطبہ سنایا اور فرمایا، "جان لو بیشک اللہ تعالیٰ نے تم پر جمعہ فرض کر دیا ہے میرے اس مقام میں میرے اس دن میں، میرے اس مہینے میں، میرے اس سال میں قیامت تک اب جو کوئی اس کو میری زندگی میں یا میرے بعد ترک کر دیگا، ایسے حال میں کہ اس کا کوئی امام (بادشاہ) ہو، عادل ہو یا ظالم، تو اللہ تعالیٰ اس کی پریشانی کو جمع نہ کرے، نہ اس کے کام میں برکت دے" اس حدیث میں امام کی شرط لگائی گئی ہے عادل ہو، یا ظالم اور امام سے مراد سلطان مسلم ہے کیونکہ غیر مسلم شرعی امام و پیشوا نہیں ہو سکتا، عینی شرح ہدایہ میں ہے یہ حدیث مختلف طریقوں سے روایت کی گئی ہے، سو اس وجہ سے اس کو قوت حاصل ہو گئی ہے۔ اب اس سے حجت لانے میں کوئی رکاوٹ نہیں۔

جمعہ کی ایک اور بھی شرط ہے کہ جس کے نہ ہونے کی تقدیر پر قوی شبہ ہے۔ وہ یہ ہے کہ جمعہ شہر میں ایک ہی جگہ ہونا چاہیئے کئی جگہ نہ ہونا چاہیئے، کیونکہ اصلی غرض جمعہ سے جماعات مساجد کا ایک جگہ جمع ہونا ہے جو کہ تعدد کی صورت میں غیر متصور ہے، امام عبد الوہاب شعرانی فرماتے ہیں:

وَمِنْ ذٰلِکَ قَوْلُ الْاَئمۃ الاربعۃ انہ لایجوز تعدد الجمعۃ الخ یعنی ان مسائل میں چاروں اماموں کا یہ مسئلہ ہے کہ ایک شہر میں جمعہ کئی جگہ جائز نہیں مگر جب لوگ بہت ہوں اور ایک مکان میں اُن کا جمع ہونا مشکل ہو امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب کئی جگہ جمعہ قائم کیا جائے تو جو سب سے پہلے ادا ہوگا وہ ہی (ادا کیلئے) بہتر ہوگا۔ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ سے بھی تعدد جمعہ کی صورت میں پہلے جمعہ کا صحیح ہونا مذکور ہے، جیسا کہ کبیری میں ہے۔ آگے چل کر امام شعرانی نے بعض شافعیہ کا جمعہ کے سلام کے بعد بطور احتیاط ظہر پڑھنا بیان فرمایا ہے۔ اور دوسری وجہ بوجہ تعدد جمعہ شبہ سے نکلنا بھی ہے۔ کہ اگر کسی کا جمعہ نہیں ہوا تو ظہر (فرض اصلی) تو ادا کر لے، علامہ شامی بحر الرائق کے جواب میں لکھتے ہیں اقول فیہ نظر بل ھو الاحتیاط بمعنی الخروج عن العھدۃ بیقین الخ میں کہتا ہوں۔ کہ اس میں شبہ ہے بلکہ یہ احتیاط الظہر اس معنی کر ہے کہ ذمہ سے فراغت ہو جائے، کیونکہ جواز تعدد جمعہ اگرچہ دلیل کی رو سے قوی اور غالب ہے لیکن اس میں قوی شبہ ہے اس لئے کہ اس کے خلاف امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے بھی یہی مروی ہے، اور اس کو طحاوی اور تمرتاشی اور صاحب مختار نے اختیار کیا ہے اور عتابی نے اسی کو ظاہر تر بتایا ہے اور یہی مذہب امام شافعی کا ہے اور یہی امام مالک سے مشہور ہے۔ اور امام احمد سے ایک روایت یہی ہے جیسا کہ ذکر کیا، اس کو مقدسی نے اپنے رسالہ نور الشمعہ فی ظہر الجمعہ میں بلکہ شیخ سبکی شافعی نے کہا ہے کہ یہی قول اکثر علماء کا ہے۔ اور کسی صحابی و تابعی سے جواز تعدد جمعہ محفوظ نہیں ہے اور تم نے بدائع کا قول معلوم کر لیا ہے کہ یہی ظاہر الروایۃ ہے اور شرح منیہ میں جوامع الفقہ سے منقول ہے کہ یہی امام کی دو روایتوں میں سے ظاہر تر روایت ہے اور نہر الفائق میں لکھا ہے حاوی قدسی میں ہے کہ اسی پر فتویٰ ہے۔ اور تکملہ رازی میں ہے کہ ہم اسی پر عمل کرتے ہیں پھر

اب یہ مذہب میں معتبر قول ہوا نہ ضعیف اس لئے شرح منیہ
میں کہا ہے کہ یہی احتیاط ہے کہ تعدد جمعہ کے جواز وعدم جواز
میں اختلاف قوی ہے۔ اور تعدد جمعہ کے جواز کے فتویٰ
کا ضرورتاً صحیح ہونا احتیاط (الظہر) کے شروع ہونے کو اتفاقاً
کے لئے مانع نہیں میں کہتا ہوں علاوہ اس کے اگر عدم
جواز (تعدد جمعہ) کا ضعف تسلیم بھی کیا جائے تاہم خلاف
سے نکلنا بہتر ہے پھر باوجود ان ائمہ کے اختلاف کے
کیسے (احتیاط بہتر) نہ ہوگا۔ اور حدیث متفق علیہ میں ہے
کہ جو شخص شبہات سے بچا، تو اس نے اپنے دین اور
عزت کو بچا لیا۔ اس لئے بعض فقہا نے کہا ہے کہ جو شخص
اپنی تمام عمر کی نمازوں کو قضا کرتا رہے باوجود اس سے
ایک نماز بھی فوت نہ ہوئی ہو تو مکروہ نہیں کیونکہ اس نے
احتیاط پر عمل کیا، اور قنیہ میں ہے کہ اگر اس کی نماز میں
مجتہدین کا اختلاف ہے تو یہ امر احسن ہے اور ائمہ کا
خلاف کرنا جو گذر چکا ہے، ہمارے لئے کافی ہے۔

جمعہ مبارک کا فرض ہونا آیت کریمہ سے ثابت
مگر وہ مجمل ہے نہ اس میں نماز کے وقت کا ذکر اور نہ رکعت
کا ذکر ہے، احادیث اس کی مبین ہیں۔ لہٰذا ہم آیت کے
موافق جمعہ پڑھ لیتے ہیں اور حدیث کے مطابق احتیاط
الظہر بھی پڑھ لیتے ہیں بخلاف تارکین احتیاطی کے کہ ان
سے عمل بالحدیث ترک ہوتا ہے۔ اور یہ خلاف تارکین
جمعہ کے کہ ان سے عمل بالآیۃ چھوٹتا ہے پس عاملین احتیاط
کا امر افراط و تفریط سے خالی ہے اور خیر الامور اوسطہا سے
لبریز و للہ الحمد۔

منکر کا یہ کہنا کہ نماز احتیاطی کی کوئی اصل نہیں جواب
یہ ہے کہ اس کے لئے اصل صحیح موجود ہے اور وہ یہ ہے،
دو صحابی سفر میں نکلے بوجہ پانی نہ ہونے کے انہوں
نے نماز تیمم سے پڑھ لی، پھر وقت کے اندر انہیں پانی
مل گیا تو ان میں سے ایک نے وضو کر کے نماز کو لوٹا لیا اور
دوسرے صحابی نے نہ لوٹایا، پھر دونوں حضرت اقدس
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور اپنا
واقعہ بیان کیا تو آپ نے اس شخص کو جس نے دوبارہ نماز
نہیں لوٹائی تھی فرمایا تم سنت کو پہنچ گئے اور تمہاری نماز
کافی ہوگئی۔ اور جس نے دوبارہ لوٹائی تھی اسکو یوں فرمایا
کہ تم کو دوہرا ثواب ملا۔

(یہ ذکر مفصلاً مشکوٰۃ ابوداؤد دارمی اور نسائی میں ہے)

اب دیکھو جس نے نماز لوٹائی نہ تھی اس کی نماز اگرچہ ہوگئی مگر
لوٹانے والے نے چونکہ احتیاط پر عمل کیا، اس کو دوہرے
ثواب کا مستحق فرمایا۔ اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ جمعہ پڑھ کر
کوئی شخص اگر ظہر بھی پڑھ لیوے اور اس میں احتیاط ہے
تو اس نے بھی دوہرا ثواب حاصل کیا۔ اور اگر اس نظیر سے
اس احتیاطی کا مستحسن اور باعث ثواب ہونا ہی سمجھا
جاتا ہے جو بدعت کہنے سے نکال دیتا ہے مگر ہم اور ایسی
نظیریں پیش کرتے ہیں جس سے اس کا پڑھنا ضروری معلوم
ہوتا ہے۔

بخاری میں ایک باب ہے، باب الماء الذی
یغسل بہ شعر الانسان یعنی یہ باب اس پانی کا ہے جس سے
انسان کے بال دھوئے جاتے ہیں۔ اور کہا سفیان نے
یہ بعینہٖ فقہ ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تم پانی نہ
پاؤ تو تیمم کر لو، اور یہ ایسا پانی ہے کہ جس میں شبہ ہے
اس سے وضو کیا جائے اور تیمم بھی کیا جائے، امام قسطلانی نے
شرح بخاری میں لکھا ہے وہ پانی جس میں علماء کے اختلاف
کی وجہ سے شک کیا گیا ہے گویا کہ نہیں ہے اب عبادت کے
لئے احتیاط کی جائیگی یعنی وضو اور تیمم ہر دو ضروری ہیں

تیسری نظیر وہ ہے جو کبیری شرح منیہ (وغیرہ) میں ومن لم یجد ماء الخ، یعنی جو شخص سوائے گدھے یا اس خچر کے جوٹھے کے کہ جس کی ماں گدھی ہو اور کوئی پانی نہ پائے، تو اس سے وضو کر لے اور تیمم بھی کرے یہ دونوں اس لئے کرے کہ اپنے ذمہ سے یقیناً فارغ ہو جائے۔ اب دیکھئے کہ مشکوک پانی کی حالت میں جس طرح کہ وضو اور تیمم دونوں ضروری ہیں جس سے نمازی بری الذمہ ہو جاتا ہے۔ اسی طرح جمعہ کے بعض شرائط نہ ہونے سے شکی حالت میں احتیاطاً ظہر کا پڑھنا بھی ضروری ہے، کہ نمازی یقیناً اس دن کی فرض نماز سے فارغ ہو جائے۔

چوتھی نظیر جو درمختار (وغیرہ) میں ہے ومن لم یقطع تحریہ علی شیئ الخ یعنی جس شخص کو جہت قبلہ میں اشتباہ ہو اور نہ معلوم ہو کہ قبلہ کس طرف ہے تو وہ ہر ایک جہت کی طرف احتیاطاً نماز پڑھ لے، ہندیہ اور مضمرات سے نقل کیا ہے۔ کہ یہی زیادہ صواب ہے، اب جس طرح چاروں طرف نماز پڑھ لینے سے یقیناً کعبہ کی طرف نماز پڑھنا پایا جائے گا اور نماز صحیح ہو جائیگی اسی طرح آخر ظہر احتیاط پڑھنے سے یقیناً اس دن کا فرض وقتی ذمہ سے ساقط ہو جائے گا۔ وغیرہ ذلک۔ عاقل کے لئے اشارہ کافی ہے اور غبی کے لئے خواہ وہ کتنا طویل ہو کچھ بھی نہیں قنیہ وغیرہ میں ہے؛ جب شہر مرو کے لوگ دو جگہ جمعہ پڑھنے میں باوجود دیکھ علماء کا ان دونوں کے جواز میں اختلاف تھا، مبتلا ہوئے تو وہاں کے آئمہ نے حکم دیا کہ ہر دو جمعوں کے بعد چار رکعت ضروری احتیاطاً پڑھی جائیں۔ اور نقل کیا اس کو بہت سے شارحین ہدایہ وغیرہ نے اور اسی پر انھوں نے عمل کیا، ظہیریہ میں ہے کہ بخارا کے اکثر مشائخ اسی پر ہیں،

تاکہ نمازی یقیناً فارغ الذمہ ہو جائے لہٰذا صاحب بحر الرائق کا فتویٰ بمقابلہ جمہور فقہاء حنفیہ قابلِ حجت نہیں۔ اگرچہ احتیاط الظہر کا خفیہ پڑھنا ان کے کلام میں بھی موجود ہے' فتاوی حجت میں ہے کہ "احتیاط در قری کبیرہ آنست کہ پیش از جمعہ چہار رکعت سنت وقت بگزارند و بعد از وی چہار رکعت بہ نیت سنت وقت بہ آخر ظہر و دو رکعت سنت وقت قول صحیح و مختار ہمیں است تا بیشک از عہدہ بیروں آید" بعض منکر عوام وغیرہ کہتے ہیں کہ ایک وقت میں دو دفعہ نماز پڑھنا منع ہے اصل لفظ حدیث کے یہ ہیں :-

" لا یصلی بعد صلوٰۃ مثلھا "

یعنی ایک نماز کے بعد ویسی نماز نہ پڑھنی چاہیئے عینی شرح کنز الدقائق میں اس کی شرح میں لکھا ہے کہ یہ لفظ حدیث کے ہیں۔ اور اس کی تفسیر میں اختلاف ہے' ان میں ایک قول یہ ہے کہ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین فرض پڑھ لیا کرتے تھے۔ تب اس سے منع کیا گیا، بعض کہتے ہیں کہ بغیر تحقیق کے صرف فساد (نماز) کے وہم پر فرضوں کے اعادہ سے منع کیا گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ مساجد میں تکرار جماعت سے منع کیا گیا' جب کہ دوسری جماعت محلہ کی مسجد میں جس کا امام مقرر ہو اور پہلی کی ہیئت پر باذان و اقامت پڑھی جائے اگر مسجد شارع عام پر ہو یا پہلی ہیئت بدل کر بغیر اذان و اقامت پڑھی جائے تو جائز ہے (کبیری و رد المختار وغیرہ)

جب یہ ثابت ہوا کہ ایک فرض ایک قسم کا ایک وقت میں دوبارہ بہ نیت فرض حسب تصریح و احادیث جائز ہے تو دو فرض دو قسم کے بہ نیت فرض ایک وقت کیونکر ناجائز ہوں گے۔ اور ایک قسم کے دو فرضوں میں سے ایک عند اللہ فرض ادا ہو گا۔ اسی طرح ان دو[2] فرضوں

میں سے ایک فرض عنداللہ کیوں کم ہوا نہ ہوگا۔ اور پہلے ردالمحتار سے گزر چکا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص قضا عمری پڑھتا ہے حسالانکہ اس کی کوئی نماز قضا نہ ہوئی ہو تو مکروہ نہیں کیونکہ یہ احتیاط ہے اور نفع بلاضرر اور اس کی صورت یہی ہے کہ ہر نماز فرض کے بعد وہی فرض پڑھتا رہے، ملاجیون تفسیر احمدی میں بعد ذکر شرائط مصر و سلطان و اختلاف تعریف مصر لکھتے ہیں۔ ولذا اختلفوا افترقوا مختلفا الخ یعنی اسی لئے مختلف فرقے پیدا ہو گئے...... ان میں اکثر ہمیشہ جمعہ اول پڑھ لیتے ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ اسلام کے بڑے شعائر میں سے ہے اور اس کے بعد ظہر کا ادا بھی لازم سمجھتے ہیں کیونکہ جمعہ کے بارے میں بہت سے شکوک اور وہم ہیں۔

مولانا احمد علی صاحب بٹالوی مرحوم فرماتے ہیں، کہ جب شرط سلطانی مفقود ہے (لہٰذا) جمعہ ناجائز ہے مگر چونکہ جمعہ اعظم شعائر اسلام سے ہے اور ہندوستان عرصہ دراز تک زیر حکومت اسلام رہ چکا ہے اور اس وقت سے لے کر اب تک یہ تعامل رہا ہے، کہ جمعہ پڑھا جائے اور تعامل الناس بھی بمنزلہ اجماع کے ہے۔ چنانچہ نورالانوار میں ہے وتعامل الناس ملحق بالاجماع یعنی لوگوں کا عملدرآمد بھی اجماع کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ اسی لئے بوجہ ایک ظنی شرط مفقود ہونے کے بحالت مجبوری جمعہ ترک نہیں کرنا چاہیئے، ہاں اس کے بعد چار رکعت احتیاط الظہر بھی ضروری چاہیئے تاکہ مکلف کو یقیناً برائت ذمہ حاصل ہو جائے۔ نہ یہ کہ اس کی ضرورت نہیں اور نہ یہ کہ جمعہ ہی نہ پڑھنا چاہیئے۔

بعض منکرین یہ اعتراض کرتے ہیں کہ بحالت عدم وجود بعض شرائط تو جمعہ نفل ہوگا۔ پھر اس کو جماعت سے پڑھنا فرض اور ظہر کو بے جماعت پڑھنا بے موقع ہے جواب یہ ہے کہ یہ شبہ بوجہ عدم تدبر پیدا ہوا ہے۔ ورنہ غور و فکر کرنے سے یہ امر بے موقع نہیں۔ آپ خیال فرمائیں کہ چونکہ یہ شرائط ظنیہ ہیں، اس لئے ان کے مفقود ہونے کی تقدیر پر جمعہ یقیناً نفل نہ ہوگا۔ بلکہ ظناً و شکاً اس لئے جماعت سے پڑھا جاتا ہے۔ کیونکہ جمعہ بدون جماعت کے جائز نہیں۔ جماعت اس میں شرط ہے۔ پس وہ امر مشکوک سے ترک نہ ہونی چاہیئے۔ اور اسی طرح کی ظہر بھی چونکہ یقیناً فرض نہیں بلکہ ظناً و شکاً ہے اور نیز صحت نماز ظہر جماعت پر موقوف نہیں، بلکہ کتب فقہ میں ہے کہ جمعہ کے دن معذوروں اور قیدیوں کو ظہر کا جماعت سے پڑھنا جمعہ کے پہلے ہو یا بعد مکروہ ہے۔ (کذا فی الصغیری شرح منیہ)

مولانا مفتی احمد یار خاں گجراتی اپنے ایک پمفلٹ میں جو دربار مخدوم علی ہجویری لاہور میں غالباً سید معصوم شاہ صاحب مدظلہ سے مفت ملتا ہے فرماتے ہیں پاکستان میں جب تک قانون اسلامی نہ ہو، ظہر احتیاطی پڑھنی ضروری ہے، ان اردت التفصیل فالنظرۃ

مولانا غلام قادر صاحب مرحوم حنفی چشتی مدفون در مسجد بیگم شاہی لاہور، اپنی کتاب نماز حضوری غروری میں فرماتے ہیں :-

معلوم ہوا کہ جب تک والی بااختیار اجرائے حدود موجود نہ ہو، اور اذن اقامت جمعہ نہ دیوے تو جمعہ ناجائز ہے۔ ہندوستان میں نہ کوئی قاضی سلطان نہ تبراضی جمیع مسلمانان نہ کوئی مجسٹریٹ بااختیار مقرر کردہ ہے حکام کا حکم شرعی جاری کرے، پس جمعہ کس طرح نماز ظہر کو موقوف کرے خود قائم مقام اس کے ہو جاوے نہیں ہو سکتا یہ شعار اسلام کا ہے مسلمان اپنے اپنے فرقے والے

جمع ہو کر ایک رسم ادا کر لیتے ہیں۔ اگر جمعہ

فرقے ایک جگہ جمع ہو کر نماز پڑھیں تو طرح طرح کے فتنے قائم ہوں جن سے یہ نتیجہ نکلے کہ مسجد مقتل ہو جائے اور فریقین کے سرغنہ داخل جیل خانہ ہو کر نماز فرض سے بھی محروم رہیں۔ جیلخانہ آباد زحمت زیادہ یہ جمعہ شریف داخل جہنم کرے گا۔ والسلام،

پس نماز ظہر مقدم ہے اس کو چھوڑنا اور جمعہ کو اس کے قائم مقام جاننا یہ حکم نفسانی ہے نہ رحمانی جمعہ ادا کر کے اپنی ظہر کی نماز پڑھنی فرض ہے۔ فقط والسلام علیٰ خیر الانام، زیادہ اور تفصیل درکار ہو تو مولانا نبی بخش صاحب مرحوم حلوائی کی کتاب خیر الہدیٰ فی عدم الجمعۃ فی القریٰ پڑھو۔

احقر اس مضمون کو اور اس سے پہلے جو رسالہ انوار الصوفیہ ماہ فروری ۱۹۱۱ء میں طبع ہو چکا ہے عزیز الشمعہ فی الجمعہ کے اسم سے موسوم کرتا ہے۔

بعض احباب اپنی جگہ تبدیل کرنے کے بعد دفتر کو اطلاع نہیں دیتے، ان کا رسالہ واپس آ جاتا ہے، ان کی خدمت میں عرض ہے کہ اپنی نئی جگہ کا ضرور پتہ دے دیا کریں تاکہ آپ کا رسالہ ضائع نہ ہو۔

نمونہ کا پرچہ آٹھ آنہ کے دو، دو پیسہ والے ٹکٹ ارسال کر کے حاصل کیجئے

کسی کو نمونہ کا پرچہ مفت نہیں بھیجا جائے گا

مولانا رشید محمود صاحب میانوی

•

کچھ اپنے آپ کی بھی اب مجھے خبر ہی نہیں
کہ میں ہوں، اور تمہارا تصور رنگیں،

دیارِ طیبہ حسیں ہے بقدرِ حسنِ یقیں،
درِ نبی پہ جھکے گی مدام میری جبیں،

کبھی جو دیکھ لی احمد کی صورتِ رنگیں،
خدائے پاک کو اے دوست! پا لیا ہے یہیں

یہ نورِ احمد صلعم کا ایک پرتو ہے
نجوم و ماہ کا اپنا تو کوئی رنگ نہیں

حضور! اب تو مدینے مجھے بلا لیجے
حضور! عمرِ رواں کا کچھ اعتبار نہیں

تمہیں سے حشر میں مانگیں گے سب مدد مولیٰ،
یہاں بھی ملجا و ماویٰ فقط حضور تمہیں،

کہیں جہاں میں محمود کو اماں نہ ملی،
درِ حضور پہ آیا ہے یہ نیاز آگیں،

سوال و جواب

الیڈیٹر

سوال: ہمارے خطیب صاحب جھوٹ بہت بولتے ہیں اور ایک روایت پیش کر کے بوقتِ ضرورت جھوٹ بولنے کے جواز پر دلیل پکڑتے ہیں۔ روایت یہ ہے کہ "ایک جنگ میں ایک بچہ کا باپ شہید ہو گیا، جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مع اصحاب کبار کے واپس تشریف لائے تو اس بچہ نے اپنے باپ کے متعلق پوچھا کہ میرا باپ کہاں ہے، حضرت علی نے یونہی کہدیا کہ وہ ہمارے پیچھے آرہا ہے؛ اللہ نے اس کو زندہ کر دیا اور وہ تھوڑی دیر بعد اپنے بچہ کے پاس آگیا"

کیا یہ روایت صحیح ہے، اور بوقتِ ضرورت جھوٹ بولنا جائز ہے، اور جھوٹے خطیب کے پیچھے نماز پڑھنی صحیح ہے؟

(محمد روئیل چھترو)

جواب: ایسا خطیب جو جھوٹ بولنے کو جائز کہتا ہے، حالانکہ جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ ہے اور حرام ہے؛

اور پھر اس کے جواز کے سلسلہ میں وہ حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کبار اور حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر ایک روایت گھڑ کر افتراء کرتا ہے۔ قطعاً اس قابل نہیں کہ وہ اہل اسلام کا امام اور خطیب ہو، اور اس کے پیچھے نماز ہرگز ہرگز درست نہیں اور جو پڑھی ہیں۔ واجب الاعادہ ہیں

(محررہ ابو الضیاء غلام رسول گوہر عفی اللہ عنہ)

سوال: مندرجہ ذیل سوالات کا جواب قرآن اور حدیث کی روشنی میں دیں:-

(۱) محراب مسجد کا حصہ ہے یا نہیں؟

(۲) کیا بغیر محراب کوئی جگہ مسجد کہلا سکتی ہے؟

(۳) بغیر محراب مسجد میں اذان دینی جائز ہے؟

(خلیفہ مجاز الحاج غلام جیلانی صاحب مدظلہ راوی روڈ۔ لاہور)

جواب ۱: محراب مسجد میں داخل ہے کلما دخل علیھا زکریا المحراب سورۂ آل عمران پ۳ والمحراب اشرف المجالس ومقدمھا وکذالک ھو من المسجد (خازن) ص ۲۲۵ ج ۱ وھو قائم یصلی فی المحراب سورۂ آل عمران پ۳ ای فی المسجد (خازن) ص ۲۲۶ ج ۱، ان ہر دو آیتوں میں، محراب کو مسجد کا بہترین اور مقدم حصہ قرار دیا گیا ہے۔ اور تفاسیر میں بھی محراب کو مسجد کہا گیا ہے۔

۲: مسجد اس مکان کا نام ہے جس کو پنجگانہ نماز ادا کرنے کیواسطے وقف کیا گیا۔ درو دیوار اور اس کی کسی ہیئت کا نام مسجد نہیں یہ چیزیں ازمنہ اور ممالک کے اختلاف سے بدلتی رہتی ہیں، حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں مسجد نبوی کا محراب بہئیت خاص جس طرح آجکل بنایا جاتا ہے نہیں تھا۔ لہٰذا بغیر محراب کے بھی بشرطیکہ وہ مکان نماز کیواسطے مخصوص وموقوف ہو مسجد ہے، محراب کو حقیقت مسجد میں کوئی دخل نہیں، ۳: جب جواب نمبر ۲ سے بغیر محراب کے مسجد ہونا ثابت ہوا۔ تو اس میں اذان دینی [illegible]

گجرات

• یارانِ طریقت کی خدمت میں التماس •

السلام علیکم، آپ حضرات کو معلوم ہوگا کہ مؤرخہ ۱۲/۵/۶۱ کو حضرت قبلہ و کعبہ جناب حضرت صاحبزادہ سیّد حافظ علاّمہ اختر حسین شاہ صاحب صدر انتظامیہ کمیٹی انجمن خدام الصوفیہ کی زیر صدارت مجلس مشاورت نیا مکان صاحب صدر کے کمرہ میں منعقد ہوئی کافی بحث و تمحیص کے بعد طے ہُوا کہ ہر ایک ضلع و قصبہ، تحصیل و گاؤں میں مرکزی انجمن خُدام الصوفیہ کی شاخ قایم کیجاوے اور مرکزی انجمن خدام الصوفیہ پاکستان علی پور شریف کے ساتھ الحاق کیا جاوے، ہر انجمن بہت جلدی اپنے عہدے دار مقرر کر کے مرکز کو اطلاع دیوے۔ تاکہ باقاعدہ مرکزی انجمن میں اس کو درج رجسٹر کیا جاوے، اور آئندہ صاحب صدر انجمن خدام الصوفیہ اعلیٰحضرت سراج المّلت اور حضرت قبلہ و کعبہ صدر انتظامیہ کمیٹی کے احکام سے آگاہ ہو کر عمل در آمد کرایا جاوے، کیونکہ یہ جماعت حضرت قبلہ و کعبہ حضرت امیر ملت رحمۃ اللہ علیہ کی قایم فرمائی ہوئی ہے۔ اور مذہبی اور تبلیغی لحاظ سے تمام جماعتوں سے بڑی ہے۔ اس لئے حضور علیہ الرحمۃ کی اس یادگار کو ہمیشہ کے لئے زندہ رکھنے کے لئے کوشش کرنی چاہیئے۔ امید ہے کہ عنقریب صاحب صدر انتظامیہ کمیٹی کی طرف سے حکم نامے جاری کئے جاویں گے۔ مگر آپ پہلے سے ہی کام شروع کر دیں۔ تاکہ بہت جلدی کام کو سرانجام کیا جاوے۔ اس جماعت کی منظوری اعلیٰحضرت علامہ زماں حضرت قبلہ و کعبہ پیر سیّد حافظ قاری الحاج حضرت سراج الملت سجادہ نشین مدظلہ العالی کی طرف سے بھی ہو چکی ہے، اور حضور نے اس کی کامیابی کے لئے دعا بھی فرمائی ہے۔ امید غالب ہے جن حضرات کی خدمت میں بذریعہ رسالہ یہ مضمون پہنچے وہ باقی یارانِ طریقت کو مطلع کرنے کی کوشش کریں، اور جہاں جہاں انجمن خدام الصوفیہ کی شاخ قائم ہو وہاں رسالہ انوار الصوفیہ کا پہنچنا نہایت ضروری ہے تاکہ جملہ کوائف سے پتہ لگتا رہے۔

آپ کا تابعدار

سگِ دربار علی پور شریف منشی احمد دین گجراتی جماعتی سیکرٹری مرکزی انتظامیہ کمیٹی انجمن خدام الصوفیہ، پاکستان۔

•

مدینہ منوّرہ

• رپورٹ تعمیر رباط جماعت منزل مدینہ منوّرہ •

گذشتہ رپورٹ ماہِ رمضان شریف کے آخر تک کا تھا، یہ ماہ ذیقعدہ کے پندرھویں تاریخ یعنی آخر ماہ اپریل عیسوی تک ہے، چونکہ انوار الصوفیہ عیسوی تاریخ پر نکلتا ہے، آئندہ رپورٹ بھی ہر ماہ عیسوی کے اعتبار سے ہوا کریگی۔

زیر رپورٹ چھ ہفتوں کا ہے، سوائے یوم جمعہ کے چھتیس ۳۶ دن میں فقط اکتیس یوم تعمیر جاری رہی، پانچ یوم مستری صاحب کو دوسری مشغولیت رہی، شمالی حجروں پر پوری چھت سیمنٹ کی بچھائی گئی ہے ڈیوڑھی کے متصل قدیم کنوئیں کے راستہ اور ڈیوڑھی کے راستہ کے درمیان دیوار

اٹھائی گئی ہے۔ اوپر کی منزل کے لئے جو زینہ تیار تھا، وہ سطح اوپر کی منزل سے جو دو گز کم تھا، وہ پورا بنا دیا ہے۔ طہارت خانوں پر چھت ڈالنے کے لئے گرڈر بچھائی گئی ہے۔ اور لوہے کی سیخیں بھی جمائی گئی ہیں۔ ماہ مئی کے پہلے ہفتہ میں انشاء اللہ یہ چھت کا کام پورا ہو جاوے گا۔

حضرت صاحبزادہ سید علی اصغر شاہ صاحب نقشبندی ثانوی علی پوری نے زیر تعمیر عمارت کی زیارت شنبہ ۲۹۔ اپریل کو فرمائی اور مضبوط تعمیر دیکھ کر بہت خوش ہوئے، اور پسند فرمایا، اور جلد تکمیل عمارت کے لئے دعا بھی کی،

(بخشی مصطفٰے علی خاں صاحب عفی عنہ)

(دوشنبہ یکم ماہ مئی سنہ ۱۹۶۱ء)

مراد آباد (بھارت)

- عرس سراپا قدس اعلیٰ حضرت قبلۂ عالم امیر ملت
- حافظ مولانا الحاج پیر سید جماعت علی شاہ صاحب
- محدث علی پوری قدس سرہ العزیز منعقدہ مورخہ
- ۱۲ مئی سنہ ۶۱ء ۲۶ ذیقعد سنہ ۸۰ھ بروز جمعہ جماعت منزل

محلہ بنبا کوؤالا، مراد آباد

زیر صدارت عالیجناب صوفی حاجی پیر محمد طاہر صاحب خلیفہ مجاز جماعتی مراد آبادی نہایت شان و شوکت سے منایا گیا، جس میں مقامی حضرات کے علاوہ بیرونی برادران طریقت و علماء اور مشائخ و صوفیاء کرام تشریف لائے، خصوصاً دھلی، آگرہ، و بریلی و رامپور و بدایوں و شاہجہان پور و سنبھل وغیرہ مقامات کے لوگ زیادہ تھے،

یوم جمعہ بعد فجر ۱۰ بجے تک قرآن خوانی و نعت شریف کا پروگرام رہا، ۱۰ بجے سے ۱۱ بجے تک حضرت مولانا مفتی محمد آل حسن صاحب سنبھلی مدظلہ العالی نے ایسی تقریر فرمائی کہ مجمع پر رقت طاری ہو گئی تقریر دلپذیر کے بعد صلوٰۃ و سلام پڑھا گیا، پھر قل شریف ہوا، اس کے بعد جلسہ کے تمام شرکاء کو پیٹ بھر کر کھانا کھلایا گیا، پھر عصر سے تا عشاء نعتوں کا سلسلہ شروع ہوا، اور عشاء کے بعد پھر حضرت مولانا مفتی محمد آل حسن صاحب سنبھلی کی اولیاء کرام کے فضائل پر تقریر ہوئی، قل شریف کے بعد تبرک کی تقسیم عام ہوئی، دوسرے دن مہمان رخصت ہوئے اور عرس شریف نہایت خیر و خوبی کے ساتھ انجام پذیر ہوا بہت سے مرد اور عورتیں بھی عالیجناب پیر صوفی حاجی محمد طاہر صاحب جماعتی سے مرید بھی ہوئے،

(شفاعت علی سیکریٹری انجمن خدام الصوفیہ قصور)

تصحیح

ماہ اپریل اور مئی کی مجموعہ اشاعت میں حضرت مولانا ہمدم صاحب کی سیرت مصطفٰے منظوم میری علالت اور کتابت کی پورے وثوق کے ساتھ تصحیح نہ ہونے کے سبب چند اغلاط سہواً شائع ہو گئی ہیں۔ حضرت مولانا صاحب، اور قارئین کرام سے معذرت خواہ ہوں۔

مندرجہ ذیل تصحیح کے مطابق اپنے رسالہ میں تصحیح کر لی جائے۔

غلط، شفیع المذنبیں آئے ص ۵۱ پہلا شعر دوسرا مصرعہ
صحیح، شفیع المذنبین ؑ
غلط، حق کو ص ۵۲ شعر ۷ مصرعہ ۱، صحیح حق کی
غلط، کو ہر چیز ص ۵۲ شعر ۱۳ مصرعہ ۲ صحیح، کیا ہر چیز
غلط، مہر ص ۵۴ شعر ۹ مصرعہ ۱، صحیح مہد
غلط، مہر ص ۵۴ شعر ۱ مصرعہ ۲ صحیح مہد

شکریہ

اس ماہ مندرجہ ذیل بزرگوں اور دوستوں نے رسالہ انوار الصوفیہ کی توسیع اشاعت میں کوشش فرمائی، بعض احباب نے نقد رقم عطا فرمائی اور بعض نے خریدار عطا فرمائے، ادارہ ان حضرات کا خلوصِ قلب سے شکریہ ادا کرتا ہے ۞

مولٰنا الحاج رئیس المتکلمین، بدر الملت پیر سید بشیر حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی کی تقریر سے جو آپ نے عرس شریف کے سالانہ جلسہ پر ۱۲ مئی کی رات کو فرمائی، ایک سو پچھتر ۱۷۵ روپیہ پینتیس خریداروں کا چندہ جمع ہوا، اور آپ نے اپنی طرف سے ایک سو روپیہ سالانہ اور دستگیر ار نظام الدین صاحب میر لوڑی کی طرف سے پانچ سو روپیہ سالانہ دینے کا وعدہ فرمایا۔ جزاہم اللہ تعالیٰ عنہ خیر الجزاء

•

مولانا الحاج شمس الملت پیر سید نور حسین شاہ صاحب مدظلہ، علی پوری ۴ خریدار

حافظ عبد الحمید خاں صاحب خطیب جامع سینٹر کیمبل پور نے -/۱۰ روپے نقد برائے امداد رسالہ عطا فرمائے اور ۶ خریدار

مولانا الحاج پیر سید نذیر حسین شاہ صاحب، ۵ روپے نقد اور ۳ خریدار

مولانا الحاج پیر سید احمد حسین شاہ صاحب، ۴ خریدار

حاجی محبوب علی خاں صاحب کلرک پوسٹ آفس لائل پور ۵ روپے نقد

جناب مرزا محمد عبد اللہ صاحب بھوپال والا ایک خریدار

مولانا الحاج خوشی محمد صاحب زرگر، خلیفہ مجاز ملتان ۵ خریدار (چندہ نقد اپنے پاس سے ادا فرمایا)

مولانا الحاج پیر سید نذر حسین شاہ صاحب ایک خریدار

جناب حوالدار ممتاز علی خاں صاحب ایبٹ آباد ۴ خریدار (بتیس روپے نقد برائے امداد رسالہ)

جناب حافظ قاری عبد الرحمٰن صاحب، خطیب جہلم ۲ خریدار

جناب چوہدری عطا محمد صاحب ۲ خریدار

جناب مولانا اویس خاں صاحب غوری لیہ ضلع منٹگمری نے مبلغ -/۵ روپے نقد بمد زکوٰۃ برائے امداد رسالہ عطا فرمائے،

مولانا حضرت کلیم صاحب حیدر آبادی سیالکوٹ ۱ خریدار

صوفی غلام رسول صاحب زرگر نارووال ۲ خریدار

جناب خوشی محمد صاحب زرگر، اقبال نگر — ۱ خریدار

جناب احمد اللہ صاحب چوڑی والان، دہلی — ۴ خریدار

جناب حاجی محمد لقمان صاحب جماعتی نقشبندی جھنگوی — ۱ خریدار

جناب صوفی بنیاد علی صاحب منڈی پھلیہ والان — ۲ خریدار

جناب مولانا الحاج صوفی محمد طاہر صاحب مرادآباد — ۱۵ خریدار

مولانا الحاج معین الملت پیر سید حیدر حسین شاہ صاحب مدظلہ — ۲ خریدار

جناب حاجی بابا فیروز دین صاحب گجرات — ۴ خریدار

ادارہ دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان گرامی قدر حضرات اور احباب کی دینی و دنیوی حاجات پوری کرے اور ماہنامہ انوار الصوفیہ کی مزید اعانت کرنے کی توفیق دے، آمین

مخیر حضرات بمد زکوٰۃ رقوم ارسال کر کے دینی مدارس کے غریب طلبہ کے نام ایک سال کے لئے رسالہ جاری کرنے کی سعادت حاصل کریں۔

ارتحال

قصور میں

ہمارے مخلص پیر بھائی حضرت قبلۂ عالم امیر ملت علی پوری رضی اللہ عنہ کے مخلص عقیدتمند شیخ حاجی مشتاق احمد صاحب عرصہ دراز تک صاحب فراش ہونے کے بعد ۲۱ مئی بروز اتوار سب قریبا دس بجے فوت ہو گئے، مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک اور پابند صوم و صلوٰۃ تھے، مرحوم نے اپنے پیچھے دو بچے اور تین بچیاں چھوڑی ہیں۔ ایک آپکی والدہ اور بیوہ بھی پسماندگان میں ہیں۔ اللہ کریم مرحوم کے لواحقین کو صبر جمیل عطا کرے اور مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے،

ادارہ انوار الصوفیہ مرحوم کے پسماندگان کے ساتھ دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اور جملہ قارئین کرام کی خدمت میں استدعا ہے کہ مرحوم کے واسطے دعائے مغفرت کریں۔

(ادارہ)

حضرت مولانا محمد خان صاحب ہمدم چھانگا مانگا (لاہور)

ابنِ حیدر کی عظمت پہ لاکھوں سلام
شمعِ بزمِ شہادت پہ لاکھوں سلام

جس کا مرکب بنے آپ ختمِ رُسل
اس کی بے مثل عزّت پہ لاکھوں سلام

چھوڑ کر اپنا خطبہ لیا گود میں
عینِ نورِ رسالت پہ لاکھوں سلام

پشتِ حضرت پہ بیٹھا جو وقتِ نماز
اس کی شانِ محبّت پہ لاکھوں سلام

جس کی خاکِ قدم، لا دوا کی دوا
اس کی پُر کیف برکت پہ لاکھوں سلام

کر کے خوں سے وضو جس نے سجدہ کیا
اس کی شانِ عبادت پہ لاکھوں سلام

جس نے کربل میں زندہ کیا دین کو
اس کی شانِ شجاعت پہ لاکھوں سلام

کربلا میں جو اعدا سے تنہا لڑا
اس کی بے مثل جرأت پہ لاکھوں سلام

خون سے جس کے اسلام سینچا گیا
اس کی بیحد عنایت پہ لاکھوں سلام

سر کو نیزے پہ جس کے پھرایا گیا
اس کی شانِ شہادت پہ لاکھوں سلام

جس نے نیزہ پہ چڑھ کر کے قرآں پڑھا
اس کی بے مثل قرأت پہ لاکھوں سلام

تم سے ہمدم ملائک کہیں ہاں پڑھو
ابنِ حیدر کی عظمت پہ لاکھوں سلام

- کوکبہ غزوہ بدر، تالیف لطیف حضرت مولانا مصطفٰے علی خاں صاحب بخشی میسوسی مدنی، قیمت ۳ روپیہ
- ملفوظات امیر ملت، مرتبہ حاجی محمد عثمان صاحب حیدر آبادی مطبوعہ کراچی، قیمت ۲ روپیہ
- آب زلال (پہلا حصہ) قرآن حکیم پارہ اوّل کے منظوم مطالب و مفاہیم، مترجم سید شمیم جز ایم اے، قیمت ۲ روپیہ
- صحبت کا اثر، از ارشادات حضرت امیر ملت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب قدس سرہٗ قیمت ۲۷ پیسہ

- یاران طریقت یا پیر بھائی، ارشادات امیر ملت رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ علی پوری قیمت ایک روپیہ
- مجموعہ نعتیات راقب، منشی امام الدین صاحب راقب فیروزپوری کی تمام نعتوں کا مجموعہ قیمت پچاس پیسہ
- پیر دے عشق دیاں پھلجھڑیاں، مصنفہ مولوی غلام رسول گوہر مدیر "انوار الصوفیہ" قصور قیمت ۱۲ پیسہ (پنجابی سی حرفی)
- اربعین ضیائیہ، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مختلف چالیس حدیثوں کا ترجمہ معہ شرح، قابل دید پمفلٹ ہے۔ قیمت ۲۵ پیسہ
- ضیاء الاسلام حصہ اوّل، آئینہ طہارت، طہارت اور وضو اور غسل کے تمام فقہی مسائل نہایت آسان اور عام فہم انداز سے اس کتاب میں لکھے گئے ہیں۔ قیمت ۲۵ پیسہ
- تذکرہ سیدنا غوث اعظم، سوانح حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہٗ مؤلفہ طالب ہاشمی قیمت ۳ روپے ۵۰ پیسہ
- تذکرہ علی ہجویری، سوانح حضرت داتا گنج بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ مؤلفہ حکیم سید امین الدین احمد قیمت ۱ روپے ۶۰ پیسہ
- مجدد اعظم، سیرت حضرت مجدد الف ثانی سرکار ہند مؤلفہ محمد حلیم صاحب قیمت ۳ روپے

ضیاء احمد مدیر و مالک مکتبہ انوار الصوفیہ، کوٹ عثمان خاں مسجد حکیم میاں کالا مرحوم قصور ضلع لاہور

اخبار آستانہ عالیہ علی پور شریف

زبدۃ العارفین، قدوۃ السالکین، حجۃ الکاملین، بدر سپہر ولایت، آفتاب حقیقت، خضر طریقت، منبع کرامت، معدن علم و شرافت، مولانا الحاج، سراج الملت، حضرت پیر سید محمد حسین شاہ صاحب سجادہ نشین علی پور دامت برکاتہم کی طبیعت ایام عرس شریف میں بڑی کمزور اور کھانسی اور بلغم کی سخت شکایت تھی۔ بندہ نے قصور واپس آکر حضور کی خدمت میں ایک عریضہ برائے استفسار صحت ارسال کیا جس کے جواب میں آپ نے ۱۸ مئی ۱۹۶۱ء کو تحریر فرمایا:۔

"مخلصم السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ بیمار پرسی کا خط پہنچا، شکریہ، کمزوری ابھی ہے بلغم بھی خارج ہوتا ہے کھانسی بھی آتی ہے، نقاہت اور کمزوری دور ہونے سے کھانسی انشاء اللہ چلی جائیگی، طاقت آہستہ آہستہ آئیگی خمیرہ گاؤزبان جواہر والا اور کشتہ مرجان جواہر والا استعمال کرتا ہوں۔ پہلے کی نسبت بفضل خدا صحت اچھی ہو رہی ہے میری صحت کے لئے تمام نمازوں کے بعد دعائے صحت کرتے رہا کریں، برادر نور حسین صاحب کو بھی ضیق النفس کی تکلیف ہے۔ وہ بھی چند یوم گھر میں رہیں گے تو انشاء اللہ رفع ہو جائیگی"

اس کے بعد مولانا الحاج پیر سید اختر حسین شاہ صاحب کی خدمت میں ایک مراسلہ حضور کی صحت اور آستانہ عالیہ کے حالات دریافت کرنے کے واسطے بھیجا، آپ نے ۲۸ مئی ۶۱ء کو لکھا:۔

"آپ کا مکتوب گرامی موصول ہو کر کاشف حالات ہوا، حضرت صاحب قبلہ کی صحت بفضلہ تعالیٰ پہلے کی نسبت بہت اچھی ہے۔ کھانسی کا بہت افاقہ ہے البتہ کمزوری بہت زیادہ ہے، آہستہ آہستہ دن بدن وہ بھی رفع ہو رہی ہے حضور دربار شریف میں تشریف فرما رہیں گے، قبلہ عموی صاحب کو بھی پہلے کی بہ نسبت بہت افاقہ ہے عزیزم نور حسین شاہ صاحب کے پاؤں میں کافی درد تھا اب قدرے آرام ہے، روضہ شریف کی بنیاد کی وضع اور تعمیری کام ابتک شروع ہو جاتا مگر حضور کمزوری کے باعث سنگ بنیاد رکھنے کے لئے تشریف لانے سے ابھی معذور رہیں، بدیں وجہ چند روز اور التواء رہیگا باقی تمام حضرات گھر پر ہی رونق افروز ہیں، دربار شریف میں خیریت ہے مولانا الحاج پیر سید ولایت حسین شاہ صاحب مدظلہ اور جناب الحاج پیر سید احمد حسین شاہ صاحب مدظلہ و دیگر افراد خانہ گھر پر ہی تشریف فرما ہیں"

نوٹ:۔ جملہ برادران طریقت اور قارئین رسالہ کی خدمت میں عرض ہے کہ پنجگانہ نمازوں کے بعد قبلۂ عالم حضرت سراج الملت اور مولانا الحاج شمس الملت پیر سید نور حسین شاہ صاحب مدظلہ العالی کی صحت و عافیت اور درازیٔ عمر کیواسطے بخلوص قلب دعا کرتے رہا کریں اللہ تعالیٰ ان بزرگوں